صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز چار شنبہ مورخہ 23 اپریل 2025ء بمطابق 24 شوال المکرم 1446 ہجری بعد از دوپہر چار بجکر انیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، بابر سلیم سواتی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

هُوَ اللهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O هُوَ اللهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ O سُبْحٰنَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ O هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ O يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(ترجمہ): وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا، وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لئے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے، اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں جناب شوکت یوسفزئی صاحب جو ہمارے سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں، ان کو اس ہاؤس میں خوش آمدید کہتا ہوں (تالیاں) اور Youth Alliance for Peace and Development Organization کے نوجوانوں کو بھی اس ہاؤس میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

(تالیاں)

جناب زرعالم خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ادھر On کردیں، مائیک On کردیں، زرعالم خان کا مائیک On کردیں۔

جناب زرعالم خان: دعائے مغفرت کے لئے، پریس گیلری کے سیکرٹری رسول داوڑ کے والد اور سینیئر صحافی اظہر علی کے والد وفات پا چکے ہیں، برائے کرم ان کی مغفرت کے لئے دعا کرائی جائے اور جناب سپیکر کے سسر بھی فوت ہو چکے ہیں، ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے، مہربانی۔

جناب سپیکر: آفریدی صاحب، آپ دعا کرتے ہیں، اکبر خان، وزیر محترم، آپ دعا فرمادیں۔

جناب اکبر ایوب خان: سب کے لئے کریں گے سر، سپیکر صاحب کے سسر صاحب کی بھی وفات ہوئی ہے، لاء منسٹر صاحب! ان کے لئے بھی دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: آمین۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: 'کوئسچنز آور': یہ میں تھوڑا سا بزنس لے لوں تو پھر اس کے بعد بیشک آپ بات کرلیں۔ کوئسچن نمبر 775، محترمہ ثوبیہ شاہد، ایم پی اے، فار لوکل گورنمنٹ پلیز۔

* 775 محترمہ ثوبیہ شاہد: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور رینگ روڈ کی تعمیر کا کام سال 10-2008 کے دوران شروع ہوا تھا؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی 8.5 کلو میٹر روڈ کی تعمیر باقی ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت کب تک اس روڈ کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کس وجہ سے اس منصوبے میں اتنی تاخیر ہوئی ہے، نیز اس پر کام کیوں رکا ہوا ہے، تفصیل فراہم کریں؟

جناب ارشد ایوب خان(وزیر بلدیات ودیہی ترقی) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، ورسک روڈ سے ناصر باغ روڈ تک 8.70 کلو میٹر رینگ روڈ کی تعمیر باقی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ 8.70 کلو میٹر حصہ ورسک روڈ سے ناصر باغ روڈ کا پی سی ون 02-02-2023 کو منظور ہوا، الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے ترقیاتی کاموں پر پابندی کے باعث اسے زیر التواء رکھا گیا، تاہم الیکشن کے فوراً بعد 15-02-2024 کو ٹینڈر کیا گیا جو بعد میں ٹھیکیداروں کے بہت زیادہ ریٹس ہونے کی وجہ سے کینسل کر دیا گیا، جس کو اب دوبارہ 18-12-2024 کو مشتہر کیا گیا ہے اور ٹھیکیداروں کو مورخہ 15-01-2025 کو ٹینڈر میں شرکت کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: شکریہ جناب سپیکر، میں نے ایک کوسچن کیا ہے کہ پشاور رینگ روڈ کی تعمیر کا کام سال 10-2008ء کے دوران شروع ہوا تھا، یہ جو بیلٹ ہے، ورسک روڈ سے لے کر ناصر باغ تک، جناب سپیکر، جواب میں کہا گیا کہ یہ درست ہے، یہ 8.70 کلو میٹر روڈ جو ہے، یہ تقریباً بارہ پندرہ سال سے نامکمل ہے، پھر جو نگران حکومت آئی، اس میں دوبارہ ایک ٹینڈر کیا گیا، اس کے باوجود پھر فروری میں دوبارہ اس کو ٹینڈر کیا گیا اور کہا کہ ٹھیکیداروں کا کوئی مسئلہ تھا، Last میں بتایا گیا ہے کہ اب 15-01-2025 کو دوبارہ اس میں ٹینڈر کیا گیا ہے، ٹھیکیداروں کو بلایا گیا ہے لیکن یہ Still جس طرح 2008ء سے یہ تاخیر کا شکار ہے، اس کے جتنے بھی پیسے ہیں وہ لوگ کھا چکے ہیں۔ جناب سپیکر، آپ پنجاب میں دیکھیں، اسلام آباد میں دیکھیں، ایک ایک bridge اور آٹھ آٹھ کلو میٹر روڈز وہ صرف چوبیس پچیس دن میں مکمل ہوتے ہیں، اس میں یہ پچیس سال لگ گئے ہیں، یہ جو پشاور کا رینگ روڈ ہے، یہ پراجیکٹ 1990 کا ہے، 1995 میں یہ شروع ہو گیا تھا، جس کا یہ باقی حصہ تو کمپلیٹ ہو گیا ہے، یہ جو ورسک روڈ سے ناصر باغ تک اور ناصر باغ سے دوبارہ حیات آباد تک رینگ روڈ مکمل ہونا تھا، اس کے تقریباً پچیس تیس سال لگ گئے ہیں جناب سپیکر، یہ مکمل ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اب دوبارہ جو نگران حکومت نے اس مسئلے کو اٹھایا کہ یہ کمپلیٹ ہو جائے لیکن پھر آپ لوگوں کی، پی ٹی آئی کی حکومت آئی ہے جس میں یہ پھر تاخیر کا شکار ہے، جس میں آپ لوگوں کا جواب ہی، اس کا Answer ہے، 15-01-2025 کو ٹھیکیداروں کو بلائیں گے اور یہ کریں گے لیکن ہو نہیں رہا، ابھی بھی چوتھا مہینہ چل رہا ہے، اسی طرح یہ چار مہینے اور گزر جائیں گے، پھر یہ سال بھی ختم ہو

جائے گا، یہ Tenure بھی ختم ہو گا لیکن یہ صوبائی گورنمنٹ 2013ء سے جو ہمارے سروں کے اوپر مسلط ہو چکی ہے، یہ کوئی بھی کام آٹھ کلو میٹر کا روڈ بھی اس پشاور کے لئے کمپلیٹ نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر: جی وزیر محترم، جی ارباب عثمان صاحب۔

ارباب محمد عثمان خان: شکریہ جناب سپیکر، میڈم ثوبیہ نے کافی اہم ایک Issue raise کیا ہے، یہ ایشو، مسئلہ اس میں یہ آ رہا ہے کہ کسی بھی ڈسٹرکٹ میں یا سٹی میں ہم دیکھیں تو Already ہمارے پاس انفراسٹرکچر پہ کام شروع ہو چکا ہے لیکن وہ پورا نہیں ہوا ہے، اس سے ہمارے جو Adjacent districts ہیں، ان کو بھی نقصان ہو رہا ہے۔ ابھی غالباً آپ کا آٹھ کلو میٹر یا چھ کلو میٹر ایریا رہتا ہے جس میں سب سے زیادہ جو Basic ہمارے پارلیمنٹیرینز کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم Facilitate کریں اپنے پبلک کو، Along with that اپنی بزنس کمیونٹی کو کہ یہ اتنا تھوڑا سا ایریا رہتا ہے، اس سے آپ کے پورے تین چار ڈسٹرکٹس کو فائدہ ہو گا، مہربانی فرما کر اس پہ آپ فوری طور پر اس کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ اس میں رکاوٹ کیا ہے، اس کو کمپلیٹ کریں، اس میں آپ کو بھی فائدہ ہو گا۔

Mr. Speaker: Honourable Minster for Law, please.

جناب آفتاب عالم آفریدی (وزیر قانون): جناب سپیکر، بالکل ثوبیہ شاہد صاحبہ کا جو سوال ہے، چونکہ آپ کو پتہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا ایک پراسیس ہوتا ہے، یہ سوال میرے خیال میں جنوری فروری میں اپلوڈ کیا گیا، ڈیپارٹمنٹ سے بھی انہی مہینوں میں وہ Reply آ گیا تھا، Reply نامکمل ہے، اس حوالے سے تھوڑی سی میں تفصیل شیئر کرنا چاہوں گا اس august House کے سامنے، کہ اس کے بعد جو پراسیس کیا گیا کہ پندرہ جنوری کو اس کا ٹینڈر لگ چکا تھا لیکن جناب سپیکر، آپ کو بھی پتہ ہے کہ ڈسٹرکٹ لیول پہ بھی یہ مسائل ہمارے کافی پارلیمنٹیرینز کو وہ Face کرنے پڑے کہ اس ٹائم MRS (Market Rate System) 2022 تھا، وہ ریٹس کم تھے، جب ٹینڈر لینے کے لئے ٹینڈرز ڈالے گئے، Bids ڈالے گئے تو ٹھیکیدار نے Above forty تک جو ٹینڈرز اس میں ڈالے جو کہ ڈیپارٹمنٹ کو Approve کرنا وہ بڑا مشکل تھا، اس حوالے سے پھر دوبارہ اس ایشو کو Raise کیا گیا Proper forum کے سامنے، اس کے In the mean while جو MRS 2024 ہمارے پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے آیا تو MRS 2024 کی بنیاد پہ اس کا دوبارہ پی سی ون بنایا گیا، پراونشل گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا، پہلے اس کا 17 بلین ٹینڈر اور Estimate تھا، اب اس کا Estimate، اس کا سکوپ کم کر کے اس میں سے جو اس کے سائڈ روڈز ہوتے ہیں، لنک روڈز، وہ ہٹائے گئے، سروس روڈز ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ایک 'فلائی اوور' اس کے

سکوپ میں سے کم کیا گیا، اس کو دوسرے فیز میں بنایا جائے گا، پہلے فیز میں اس روڈ کا Estimate کم کر کے 9.6 بلین کر دیا گیا، نئے MRS کے مطابق ٹینڈر Proper forum سے Approve ہو گیا، اس کی جو PDWP ہوتی ہے، پھر اگر Above fifteen percent ہوتا ہے تو کیبنٹ سے Approval لینا پڑتی ہے، وہ Last cabinet سے اس کی Approval بھی ہوئی، اس کے ٹینڈرز بھی لگ چکے ہیں، Float ہو چکے، ایڈورٹائز ہو چکے، یہ ایڈورٹائزمنٹ اگر ان کو چاہیئے تو یہ میرے پاس موجود ہے، پچیس اپریل کو اس کے ٹینڈرز لگ چکے ہیں، اس کا طریقہ کار ہوتا ہے، اس میں کافی دن ہوتے ہیں، اس کے مطابق پھر Bidding ہوتی ہے، اٹھارہ دن بعد میرے خیال میں، جناب سپیکر، کافی عرصے سے اس کی ضرورت پیش کی گئی، اس میں Previously جو Litigation وغیرہ بھی تھی، آپ کو پتہ ہے کہ Land acquisition process جو ہوتا ہے، بڑا Complicated process ہوتا ہے، اس میں پھر شہری عدالتوں میں چلے جاتے ہیں، ان معاملات کی وجہ سے اس میں تاخیر ضرور ہوئی لیکن الحمد للہ ابھی اس کی Land acquisition وغیرہ جو ورسک روڈ سے ناصر باغ تک جو پورشن ہے، اس کی ہر چیز کلیئر ہے، اس کے ٹینڈرز بھی لگ چکے ہیں اور MRS کا جو ایشو تھا، جو ٹینڈر 2022ء میں ٹھیکیداروں نے یا جو Bidding تھی وہ Above میں ڈال دی گئی تھی، وہ مسئلہ بھی حل ہوا، ابھی نئے MRS سے اس کا پی سی ون اور اس کا ٹینڈر وہ Float ہو چکے ہیں، ان شاء اللہ Hopefully کہ وہ Near future میں اس کا ٹینڈر Finalize ہو جائے گا، اس کے اوپر کام شروع ہو جائے گا۔ اچھا، اس میں ایک Clarity بڑی ضروری ہے کہ یہ دس ارب سے کیوں کم کر دیا گیا؟ دس ارب سے جب سکیم اوپر ہوتی ہے تو اس کو پھر PDWP کے بعد اس کی CDWP ہوتی ہے جو کہ فیڈرل کا فورم ہے، پھر وہاں پہ اس میں خواہ مخواہ ٹائم لگنے کا جو مزید امکان تھا، اس وجہ سے اس کا سکوپ کم کر کے، اس پراجیکٹ کا سکوپ کم کر کے اس میں سے جو سروس روڈز ہیں، ان کا صرف شنگل ہو گا، اس کا باقی جو کام ہے وہ سیکنڈ فیز میں ہو گا۔ اسی طرح ورسک روڈ کے اوپر جو اس کا 'فلائی اوور' ہے تو وہ بھی سیکنڈ فیز میں ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ کب تک ہو جائے گا؟ محترمہ ایم پی اے صاحبہ کا سوال یہ ہے کہ یہ کب ہو گا؟

وزیر قانون: جس طرح میں نے بتایا کہ پچیس اپریل کو اس کا ابھی Recent-----

جناب سپیکر: کب؟

وزیر قانون: نہیں، مطلب پچیس کو کھلے گا-----

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر قانون: Already نیوز پیپر میں آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہو گیا۔ جی محترمہ ثوبیہ شاہد صاحبہ، میرا خیال ہے کہ کافی ڈیٹیل سے جواب دیا گیا۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: شکریہ جناب سپیکر، یہ Delaying tactics ہیں، میں نے کل اس کا پتہ کرایا ہے، اس کے جو فنڈز تھے، اس کے لئے جو پیسے ہیں وہ کہیں اور خرچ ہو گئے ہیں، خالی خزانہ ہے، کچھ نہیں ہو رہا، اگر آپ لوگ چاہیں، اگر آپ لوگ اور یہ ہاؤس اس کو کمپلیٹ کرنا چاہتا ہے تو اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ ہماری اسمبلی کی Supervision میں اس کو ہم کمپلیٹ کریں ورنہ یہ Last 2013 سے-----

جناب سپیکر: جی وزیر محترم، بس ٹھیک ہے، بس آپ نے بات کر دی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، اس طرح ہے کہ میں ابھی کیا کہہ سکتا ہوں، میں نے تو وہ ثبوت کے ساتھ بات کی ہے، ان کو اگر چاہیئے تو میں نیوز پیپر کا جو اس میں ٹینڈر Already لگ چکا ہے، وہ بھی شیئر کر سکتا ہوں، باقی جو انہوں نے پیسوں کی بات کی، پیسوں کا تو آپ کو پتہ ہے، جب ہماری حکومت آئی تو صرف اٹھارہ دن کی تنخواہ وہ خزانہ میں تھی، اس کے علاوہ خزانے میں خیر خیریت تھی، انہی کی حکومت تھی، PDM one اور PDM two آپ کو پتہ ہے-----

جناب سپیکر: چلیں پھر اس کو میں، آپ میڈم! یہ چاہتی ہیں کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجیں، آپ کہتے ہیں، آپ Yes, No.

وزیر قانون: جناب سپیکر، آپ خود اس پہ فیصلہ کریں، اگر سٹینڈنگ کمیٹی کی ضرورت ہے-----

جناب سپیکر: نہیں، میں نے فیصلہ نہیں کرنا، آپ نے بتانا ہے۔

وزیر قانون: ہم تو بالکل Agree نہیں کرتے-----

جناب سپیکر: Agree نہیں کرتے تو پھر اس کو ووٹ پہ میں ڈال دیتا ہوں۔

وزیر قانون: ووٹ کرادیں جی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، سنیں نا، یہ آپ۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: آپ کو پتہ ہے، ووٹ سے آپ لوگ جیت جائیں گے، یہ کوئی نہیں کہ آپ یہ صوبے کو یا اس ڈسٹرکٹ کو یا آپ لوگ کچھ اس کی خیر سگالی کے لئے کچھ کر سکیں، کچھ ایکشن لے سکیں یا آپ کچھ کر

سکتے ہیں، یہ تو سارے صوبے کو پتہ ہے، یہ جو اسمبلی چل رہی ہے جناب سپیکر، یہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بنی کس لئے ہیں؟ ہم یہ سارے تنخواہیں کس لئے لے رہے ہیں؟ ہم کسی کی مانیٹرنگ نہیں کر سکتے، جناب سپیکر، میں ایک ریکویسٹ کرتی ہوں، یہ کبھی آیا ہے، آپ لوگوں کا روڈ بن چکا ہے، رینگ روڈ جو دوران پور کے ساتھ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو میں ووٹ پہ ڈالتا ہوں۔

Is it the desire of the House that the Question No. 775 may be referred to the Standing Committee concerned? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was defeated)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The motion is defeated. Question No. 777, Ms. Shehla Bano, MPA, please.

* 777 محترمہ شہلا بانو: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست کہ پی ڈی اے حیات آباد کے ہسپتالوں اور ضلع پشاور کے ہسپتالوں کو فراہم کردہ کار پارکنگ کی سہولت فراہم کرتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) حیات آباد اور ضلع پشاور کے ہسپتالوں کو فراہم کردہ کار پارکنگ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) نیز ہسپتالوں کے سٹاف اور مریضوں کے لواحقین کے لئے کار پارکنگ کا کیا بندوبست ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب ارشد ایوب خان (وزیر بلدیات و دیہی ترقی) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) پی ڈی اے کے دائرہ کار / حدود حیات آباد پشاور میں صرف دو کار پارکنگ کی اجازت دی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) کار پارکنگ بمقام حیات آباد میڈیکل کمپلیکس پشاور۔

(2) کار پارکنگ نزد آر ایم آئی و نارتھ ویسٹ ہسپتال واقع خوڑ (نالہ) حیات آباد پشاور۔

(ج) مذکورہ بالا ہسپتالوں میں منظور شدہ نقشہ کے مطابق سٹاف، مریضوں اور لواحقین کے لئے ہسپتالوں کے اندر پارکنگ کے لئے جگہ مختص کی گئی ہے۔

محترمہ شہلا بانو: شکریہ جناب سپیکر، میرا کوئسچن وزیر بلدیات سے تھا جو حیات آباد کے ہسپتالوں میں ضلع پشاور کی کار پارکنگ کی سہولیات کے بارے میں تھا، انہوں نے کہا کہ ہاں بالکل یہ سہولیات فراہم کرتی ہے، ان کا جواب تھا۔ پھر اس کے بعد یہ دوسرا جو پورشن تھا کہ حیات آباد اور ضلع پشاور کے ہسپتالوں کو فراہم کردہ کار پارکنگ کی تفصیل فراہم کی جائے؟ جو کہ کسی ڈیٹا کے بغیر نامکمل ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ ہسپتالوں کے سٹاف اور مریضوں کے لاواحقین کے لئے کار پارکنگ کا کیا بندوبست ہے؟ تو اس کا بھی کوئی جواب نہیں تھا Authentic، کہ اس کو کوئی Accept کیا جائے۔ جناب سپیکر، یہ جو وہاں پہ حیات آباد کمپلیکس ہاسپیٹل ہے، اس میں Patients اور ان کے Attendants کے لئے گاڑی پارکنگ کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے-----

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: Order in the House, please. Malik Liaqat Sahib, order in the House, please. Sobia Shahid Sahiba, kindly تشریف رکھیں۔

محترمہ شہلا بانو: جناب سپیکر، ان کے ڈیٹا کے مطابق جو کہ پورا Full دینا چاہیئے تھا، Authenticity کے ساتھ، وہ شیئر نہیں کیا گیا، وہاں پہ جو حیات آباد کمپلیکس ہے، وہاں پہ اندر کوئی جگہ نہیں ہے Patients کے لئے اور نہ ان کے Attendants کے لئے۔ وہ اس طرح ہے کہ وہاں پہ کچھ سائن بورڈز لگائے ہوئے ہیں، سائن بورڈز کنسلٹنٹس کے لئے، ان کو اجازت ہے، اس میں پی ڈی اے کا کنٹریکٹر وہ دیکھتا ہے، اس کے پاس ٹھیکہ ہے لیکن ٹھیکے کی نہ کوئی اس میں ڈیٹیل ہے کہ وہ کتنے پیسے چارج ہو رہے ہیں، وہ بھی کچھ نہیں پتہ، Over charging بھی وہاں پہ ہو رہی ہے، یہاں پہ کچھ تھوڑی سی Space جونیئر ڈاکٹرز کو دی گئی ہے، وہ اتنی کوئی خاص بڑی Space بھی نہیں ہے، Over charging کا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ جو ہاسپیٹل کی دیوار ہے، اس کے ساتھ پارکنگ منع کی گئی ہے لیکن یہ جو پی ڈی اے کا ٹھیکیدار ہے، وہاں پہ پارکنگ بھی ہاسپٹل کی دیوار کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اس میں جو جونیئر نرسز، ڈاکٹرز اور باقی سٹاف کے لئے کوئی Space available نہیں ہے۔ اس میں یہ ہے، اس میں جو پہلے آتا ہے، اس کو پارکنگ کی تھوڑی بہت جگہ مل جاتی ہے، اس کے ساتھ ہاسپیٹل کے ساتھ خالی پلاٹ ہے، اس میں ایک Parking space بنائی جاسکتی ہے لیکن اس کو Ignore کیا گیا ہے، وہاں پہ کوئی Space نہیں بنائی جارہی ہے-----

جناب سپیکر: یہ کونسے ہاسپیٹل کا ذکر کر رہی ہیں؟

محترمہ شہلا بانو: یہ حیات آباد کمپلیکس کا۔

جناب سپیکر: جی، انریبل منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر، اس میں محترمہ شہلا بانو صاحبہ کا جو سوال ہے، وہ حیات آباد میڈیکل کمپلیکس جو ہے، اس کے ساتھ جو کار پارکنگ ہے، اس میں یہ جو چاہ رہی ہیں کہ اس کے تمام سٹاف اور مریضوں کے اٹینڈنٹس یا جتنے بھی لوگ ہیں، ان کو یہ Provide کی جائے۔ میرے خیال میں پشاور میں جتنے بھی ہاسپٹلز ہیں، ان میں سب سے زیادہ اگر کہیں پہ Space ہے، اندر بھی اور باہر بھی، تو وہ حیات آباد میڈیکل کمپلیکس ہے، یہ چونکہ پی ڈی اے اس کو دیکھتی ہے، یہ Definitely اس کو Out source کیا جاتا ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ اس کو خود نہیں چلا سکتا۔ جہاں تک تعلق ہے جناب سپیکر، ابھی جواب میں اگر آپ دیکھ لیں، RMI اور North West Hospital کے پاس بھی جو ہے، وہ بھی پی ڈی اے Manage کرتی ہے لیکن اگر آپ دیکھیں وہاں پہ انہی ہاسپٹلز کے ساتھ میڈیکل کالجز ہیں، ابھی ایک ایک میڈیکل کالج میں سو سو سے اوپر کے بچے پڑھتے ہیں، ہر سٹوڈنٹ اپنے ساتھ گاڑی لے کر آتا ہے، اسی طرح ہاسپٹل میں آپ کو پتہ ہے ہمارے پشتون کلچر میں ایک Joint family system کا Concept ہے، ہماری Fifty percent سے اوپر کی آبادی کے یہاں پہ عزیز و اقارب، وہ مریضوں کے پاس آتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ہاسپٹلز کافی عرصہ پہلے بنے ہیں، اس حساب سے فیوچر میں تیس چالیس سال کے لئے کار پارکنگ کی اس میں پلاننگ تھی لیکن With the passage of time آپ کو پتہ ہے کہ ٹرانسپورٹیشن بھی زیادہ ہوئی، ہمارے لوگ آپ کو پتہ ہے کہ نرسز کے پاس بھی گاڑیاں ہوتی ہیں، گورنمنٹ کے لئے یہ Manage کرنا تھوڑا سا مشکل ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی Comparatively باقی ہسپتالوں کے مقابلے میں حیات آباد میڈیکل کمپلیکس کے ساتھ اندر بھی اور باہر بھی وہ ٹھیک ٹھاک Space ہے۔

جناب سپیکر: وزیر محترم، وہ یہ ایم پی اے صاحبہ ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی، ٹھہریں، یہ لے لیں، عارف احمد زئی صاحب کا مائیک On کریں نا۔

جناب محمد عارف: شکریہ جناب سپیکر، میڈم نے بہت اہم سوال اٹھایا ہے، یہ واقعی ایک بہت بڑا مسئلہ وہاں پہ بن رہا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ دیوار کے ساتھ میڈم نے جو ذکر کیا ہے، آپ دیوار کا چھوڑیں، آپ پوری

سڑک کو لے لیں، دونوں سائڈز پہ پارکنگ ہوتی ہے، جب ایمبولینس آتا ہے، ایمبولینس میں جو مریض ہوتا ہے، ایمرجنسی والا مریض ہوتا ہے، وہ جب Enter ہوتا ہے تو اس کے لئے آپ کو پولیس بلانا پڑے گی، اتنا وہ Congested جگہ بن گئی، حالانکہ منسٹر صاحب نے جس طرح کہا کہ سب سے بڑی پارکنگ وہاں پہ ہے لیکن مریضوں کے آنے جانے کی جگہ ہے، وہ اس کو بھی ساتھ ساتھ پارکنگ پہ لگایا گیا ہے، کوئی وہاں پہ نہیں ہوتا کہ کوئی ٹیکسی والوں سے یا ریڑھی والوں سے پوچھ لے کہ یہ تو سڑک ہے، یہاں پہ جو مریض آتے جاتے ہیں، ایمرجنسی ہوتی ہے، کوئی وہاں پہ پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس پہ تھوڑا سا کام کریں، ہیلتھ منسٹر صاحب اگر کرتے ہیں یا جو پی ڈی اے کے ساتھ Concerned لوگ ہیں وہ کریں، یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ تھینک یو سر۔

جناب سپیکر: جی آنریبل منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: سر، اس میں اس طرح ہے کہ میں ڈی جی (پی ڈی اے) کو ڈائریکٹ کرتا ہوں کہ وہ یہاں پہ جتنے بھی Hurdles ہیں، Main road کے اوپر جو پارکنگ ہے، اس کو فوری طور پہ ہٹائیں۔ منسٹر صاحب کو بھی کہہ دوں گا، ان شاء اللہ اس کے ساتھ ساتھ دیکھیں Space وہاں پہ کافی زیادہ ہے، میڈم کا جو بنیادی کونسچن ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہاں پہ جو جونیئر ڈاکٹرز ہیں، پیرامیڈکس ہیں، مریضوں کے اٹینڈنٹس ہیں، سب کو Facility provide کی جائے۔ جناب سپیکر، دیکھیں ہسپتال بنیادی طور پر جب بنتا ہے تو وہاں پہ گورنمنٹ کی جو Priority ہوتی ہے، وہاں پہ مریضوں کے بہترین علاج کے لئے ہوتی ہے نہ کہ وہاں پہ اگر فرض کریں آپ دو ہزار گاڑیوں کی بھی Space provide کریں تو ہو سکتا ہے کہ Near future میں وہ چار ہزار گاڑیاں بن جائیں، لوگوں کو تھوڑی سی اس میں Awareness کی ضرورت ہے، اسی وجہ سے پشاور بی آر ٹی Introduce کی ہماری Former governments نے اسی Concept کے اوپر کہ وہ خاص طور پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: ہمارے گورنمنٹ ایمپلائز جو ہیں وہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹیشن کی بجائے وہ پبلک ٹرانسپورٹ Avail کریں، کم از کم ہمارے روڈوں پہ بھی رش نہیں پڑے گا، اس طرح Public places پہ بھی رش سے ہم وہ اجتناب کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شہلا بانو صاحبہ۔

محترمہ شہلا بانو: جناب سپیکر، اس میں ایک تو پارکنگ کے مسائل ہیں، ساتھ ہی اس میں سیکیورٹی کے مسائل بھی بہت سارے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، صرف پارکنگ پہ ابھی تک محدود رہیں نا، آپ کا کوئسچن پارکنگ پہ ہے۔

محترمہ شہلا بانو: اگر وہاں پہ جناب سپیکر، اگر پارکنگ کا صحیح مسئلہ، وہاں پہ سیکیورٹی Available ہوتی ہے جیسا کہ 2023ء میں ایک ڈاکٹر کو گولی ماردی گئی تھی، یہ ڈاکٹر فہیم تھے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، نہیں نہیں، آپ دور نکل گئی ہیں نا، فی الحال آپ کو۔

محترمہ شہلا بانو: تھوڑی سی سیکیورٹی بھی وہاں پہ ہونی چاہیئے، جناب سپیکر، وہاں پہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئسچن پارکنگ پہ ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ کوئسچن نمبر 725، ارباب محمد عثمان خان۔

*725 ارباب محمد عثمان خان: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور و انسانی حقوق ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ: (الف) پشاور ہائی کورٹ میں فی الوقت کل کتنے ججز صاحبان ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، آیا مذکورہ تعداد عدالتی امور چلانے کے لئے پوری ہے ؛

(ب) پشاور ہائی کورٹ میں موجودہ وقت کتنے کیسز زیر التواء ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب آفتاب عالم آفریدی (وزیر قانون): (الف) پشاور ہائی کورٹ میں فی الوقت تیرہ ججز صاحبان ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جبکہ ٹوٹل تعداد تیس ہے، پشاور ہائی کورٹ کے مطابق مذکورہ تعداد عدالتی امور چلانے کے لئے کافی نہیں۔

(ب) پشاور ہائی کورٹ اور اس کی بنچوں میں موجود وقت بالترتیب بینچ وائز زیر التواء کیسز نومبر 2024ء تک کی تفصیل درج ذیل ہے:

	ڈویشرنل بنچ کیسز	سنگل بنچ کیسز	ٹوٹل
پشاور	7068	8121	15189
چترال	-	471	471
مینگورہ	1782	5735	7517
ڈیرہ اسماعیل خان	1181	1115	2296
بنوں	2886	1540	4426

ایبٹ آباد	2701	5326	8027
ٹوٹل کیسز	15618	22308	379226

مفصل تفصیل بابت داخل شدہ، فیصلہ شدہ اور زیر التواء مقدمات جو کہ ہائی کورٹ نے مہیا کی ہے (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

<u>ارباب محمد عثمان خان</u>: شکریہ جناب سپیکر، ہمارا جو بل ہے جس پہ بہت بحث ہوئی ہے، اس پہ میں بات نہیں کرنا چاہ رہا ہوں کہ وہ Table / shelf ہو چکا ہے لیکن سوال میرا یہ تھا کہ پشاور ہائی کورٹ میں فی الوقت کل کتنے ججز صاحبان ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں، آیا مذکورہ تعداد عدالتی امور چلانے کے لئے پوری ہے ؟اس کا دوسرا جو پارٹ ہے، وہ زیادہ ضروری ہے۔ جواب میں آیا ہے کہ تیس ججز اس میں ابھی کام کر رہے ہیں لیکن سیکنڈ پارٹ میں پشاور ہائی کورٹ میں موجودہ وقت کتنے کیسز زیر التواء ہیں اور کتنے عرصے سے التواء میں ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے ؟ابھی میں جواب میں چاہ رہا ہوں، آپ دیکھیں کہ پختونخوا کی سطح پر اگر آپ سپریم کورٹ کی بات کرتے ہیں تو تقریباً چالیس ہزار کیسز ہمارے پینڈنگ ہیں اور ہم جتنی بھی اس پہ Deliberation کریں، At the end of the day the bottom line is کہ میں صرف ہائی کورٹ کے ذریعے یہ دیکھنا چاہ رہا تھا کہ اگر ہائی کورٹ کے لیول پہ اتنے زیادہ کیسز پینڈنگ ہیں تو نیچے کورٹس کا کیا حال ہوگا؟یہاں پہ آپ کی Proliferation یا Development یا Revenue generation اس لئے نہیں ہو رہی کہ ہم اپنی بزنس کیمونٹی کو Protect نہیں کر رہے ہیں، جیسے عباسی صاحب یہاں پہ بیٹھے ہیں، وہ کیس میں نے خود فنانس کمیٹی میں لیا ہے جو آپ کا مونال کا چیئر لفٹ ہے، دس ارب ڈالر کا تھا، وہ Sub judice پڑا ہوا ہے، Decision اس پہ نہیں ہو رہا ہے اور نقصان ہمارے صوبے کو اس پر ہو رہا ہے۔ سر، اس میں ابھی ہم 2025ء میں بیٹھے ہیں، 21st Century میں اور جو ہائی کورٹ کے پراسیسز اور جو سٹرکچر ہے، وہ بھی اس پارلیمان کے نیچے آتا ہے، تو کیوں نہ ہم ایک ایسا پراسیس بنائیں کہ ہم اس کو مانیٹر کر سکیں۔ عجیب بات ہے کہ یہاں پہ ہمارے ججز جب فیصلہ دیتے ہیں تو اس کو پھر Protection میں رکھ دیتے ہیں، Reserved کر دیتے ہیں اور ہم دو دو مہینے اس کے پیچھے پھرتے رہیں، The main point is that the law جو آپ Constitute کرتے ہیں، وہ For the protection of the consumer and the public ہوتا ہے۔ میرا سوال لانے کا Basic مقصد یہ تھا کہ یہ آپ ایک سلیکٹ کمیٹی بناتے ہیں، وزیر صاحب کے تعاون اور

کوآپریشن کے ساتھ، یا جیسے بھی Take up کرتے ہیں لیکن ہمیں ابھی اس کو وزٹ کرنا ہوگا، Revise کرنا ہوگا، Streamline کرنا ہوگا، ایک E-Court کی ہمیں ڈسٹرکٹ لیول پہ ضرورت ہے، خاص کر Merged districts میں ضرورت ہے، Consumer court اور Civil court کو ہم Streamline کریں، اس کا ایک سسٹم بنائیں کہ کم از کم ہماری کمیٹی کو پتہ چلے کہ یہ کیسز کیا ہیں، ان کی نوعیت کیا ہے اور پھر ان کو ایک ٹائم فریم دے دیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> ارباب صاحب، آپ کا کوسچن ہائی کورٹ کے اوپر ہے۔

<u>ارباب محمد عثمان خان:</u> سر، اس کا Base تو آپ کو بتاؤں گا نا کہ ہمیں نقصان کیا ہوا؟

<u>جناب سپیکر:</u> خیر Base آگے وزیر محترم بتادیں گے، خیر ہے۔

<u>ارباب محمد عثمان خان:</u> میں مختصراً اس پہ بات ختم کرتا ہوں، میرا ٹریژری بینچز سے یہ مشورہ ہوگا کہ اسے آپ Seriously لیں، اس پہ آپ بات کریں، اس میں سب لوگوں کا اور خاص کر ہمارے Consumers کا یہاں سے بزنسز جا رہے ہیں اور پبلک کا فائدہ ہوگا۔ ٹائم آگیا ہے کہ ہم ججز کو ڈائریکٹ کریں کہ جو چھ چھ مہینے چھٹیاں ہوتی ہیں، جو کیسز کی تعیناتی نہیں ہوتی ہے، ہر ایک کیس کے لئے، کسی بھی نوعیت کا ہو، اس کو ایک ٹائم فریم دیں کہ اگر وہ Murder کا ہو، اگر پراپرٹی کا ہو یا اب جیسے امریکہ میں ہوتا ہے، جیسے بعض دوسرے ملکوں میں ہوتا ہے، وہاں پہ Forty five days سے لے کر Sixty days تک وہ ان چیزوں، ان کیسز کے فیصلے کرتے ہیں، ہم ان کو Benchmark کر سکتے ہیں، میرا ان سے یہ مشورہ ہے کہ پلیز اسے دیکھیں۔

<u>Mr. Speaker:</u> Honourable Minister for Law, please.

وزیر قانون: جناب سپیکر، اس میں اس طرح ہے، میں اس میں یہی کہوں گا کہ چونکہ ارباب صاحب نے یہ کوسچن تین چار مہینے پہلے Submit کیا تھا، ان کو Already تفصیل وہ Provide کر دی گئی ہے۔ اس میں دو تین باتیں میں ضروری سمجھتا ہوں، ارباب صاحب کی انفارمیشن کے لئے اور باقی ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے بھی، کہ ہماری ہائی کورٹ میں ججز کی Sanctioned جو پوسٹیں تھیں وہ اس سے پہلے بیس تھیں، اس میں ہمارے ساتھ جو ججز تھے وہ تیرہ تھے جن میں ہمارے چیف جسٹس صاحب پھر ریٹائر بھی ہوئے، اب اس کے بعد جوڈیشل کمیشن کی میٹنگز ہوئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ Twenty sixth Amendment میں جوڈیشل یا جوڈیشری کے ساتھ جو کھلواڑ کیا گیا، Parallel judiciary بنائی گئی، جوڈیشری کو اپاہج کیا گیا، اس میں میرے خیال میں ارباب صاحب کی پارٹی، وہ بھی ان کی ایک طرح سے

بھی سمجھی جارہی ہے اور ہے بھی سہی، کیونکہ وہ پی ڈی ایم ون حکومت کا بھی حصہ Coalition partner رہی، بہرحال اس سائڈ پہ میں نہیں جانا چاہتا، وہ بات پھر دور تلک نکل جائے گی، جناب سپیکر، اس میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اسی Controversial Judicial Commission کا میں بھی حصہ تھا، میں تو پہلے سے حصہ تھا، آرٹیکل 175 کے مطابق پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے As a Law Minister لیکن اس کو جس طرح سیاسی بنایا گیا، سیاسی رنگ دیا گیا، میں یہی کہنا چاہوں گا کہ اس میں ایڈیشنل ہمارے دس ججز وہ لیے گئے، وہ الگ بات ہے کہ وہ کس طرح ججز لیے گئے، وہ سب کے سامنے ہیں، بہرحال یہ ٹوٹل ان کی Strength twenty three ہوئی اور In the meanwhile sanctioned posts جو تھیں ہماری ہائی کورٹ ججز کی، وہ بیس تھیں، وہ پراونشل گورنمنٹ نے اور بعد میں پریزیڈنٹ آف پاکستان نے اس کی Approval دے کر ان کو دس ایڈیشنل ججز اور ان کی سیٹس Create کی گئیں جس کی ٹوٹل تعداد Sanctioned posts کی، وہ Thirty ہوئی لیکن ہمارے ساتھ تیرہ ججز تھے، دس جوڈیشل کمیشن جو Last Judicial Commission تھا، اس میں لیے گئے، دس آنریبل ججز، تو یہ تعداد ان کی بنی تیئیس، ان میں سے دو ججز صاحبان جن میں چیف جسٹس صاحب بھی تھا، وہ الگ بات ہے کہ ان میں سینیئر جج کو نظرانداز کیا گیا، تیسرے اور چوتھے نمبر پہ جو ججز صاحبان تھے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھی Specific رہیں، دیکھیں، جو کوئسچن انہوں نے پوچھا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ نہ ممبران اپنے کوئسچن پہ رہتے ہیں، صرف کوئسچن کے اوپر آئیں جی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، میں اسی طرف آرہا ہوں۔ چونکہ جناب سپیکر، سوال یہی تھا کہ کیسز کی Pendency، میں اس کی تفصیل اسی لئے بتا رہا ہوں کہ ان تیئیس ججز میں دو Elevate ہوئے سپریم کورٹ بشمول ہمارے چیف جسٹس تو رہ گئے، ابھی موجودہ اکیس ججز وہاں پہ کام کر رہے ہیں ہماری ہائی کورٹ میں اور Sanctioned posts جو ہیں وہ تیس ہیں، میں تو چاہوں گا کہ یہ مزید نو ججز کی Vacancies جو خالی ہیں، جو Sanctioned posts ہیں، وہ ابھی نہ ہوں کیونکہ اگر ابھی ہوئیں تو آپ کو پتہ ہے کہ وہ سیاسی سلیکشن کی بنیاد پہ ہوں گی۔ بہرحال جہاں پہ Pendency کا تعلق ہے تو میرے خیال میں دس ایڈیشنل ججز ابھی آچکے ہیں، ان شاء اللہ کافی Pendency ان کے ساتھ Dispose of

ہو گی۔ باقی جہاں تک Refer to the Committee کا تعلق ہے تو میرے خیال میں اس سوال کو کمیٹی میں ریفر کرنے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی ایسی بات ہے نہیں جو ریفر کی جاسکے، اس کوئسچن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جسے کمیٹی کو ریفر کرتے ہیں۔

وزیر قانون: کیونکہ جس طرح جناب سپیکر، آپ کی اسمبلی ہماری ایگزیکٹیو سے Independent ہے، اسی طرح جوڈیشری وہ بھی اپنی سپریم کورٹ کی تابع ہے، ہائی کورٹ، اور ان کا اپنا Hierarchy system ہے، ان شاء اللہ ابھی بہتری کی کوشش اور بہر حال Expectations ہماری ہیں۔

ارباب محمد عثمان خان: جناب سپیکر،۔۔۔۔

جناب سپیکر: ارباب صاحب، آپ کے سوال کا جواب آچکا ہے، آپ کوئسچنز آور میں Suggestion نہ دے نا۔

ارباب محمد عثمان خان: میرے سوال کرنے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ آپ نو ججز سے زیادہ تین سو ججز بھی لگا دیں، مسئلہ آپ کے پراسیس میں ہے، جب تک ان کے لئے جوڈیشری Independent ہے، میں اس پہ کوئی بھی کنڈیشن نہیں ڈال رہا ہوں، میرا ایشو یہ آتا ہے کہ There is an issue within the underlined process، آپ اس پہ کچھ Delineation کریں، ان کو بھی فائدہ ہوگا، سب کو اس میں فائدہ ہوگا، اسی لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کو کمیٹی میں بھیجیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو کمیٹی میں بھیجا جاسکے۔

ارباب محمد عثمان خان: آپ اگر تین سو ججز بھی لگا دیں، ہمارا پراسیس وہی رہے گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری ایک بات سمجھیں، آپ نے جو کوئسچن پوچھا تھا، اس کا انہوں نے آپ کو Writing میں بھی جواب دے دیا، اس کوئسچن میں کوئی ایسی چیز ہی نہیں، میں اس کو کمیٹی میں کس لئے بھیجوں؟ کوئی نہیں، .Question is taken کوئسچن نمبر 797، مسٹر عدنان خان، ایم پی اے، پلیز، (موجود نہیں)۔ کوئسچن نمبر 781، مسٹر جلال خان۔

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔

جناب سپیکر: کوئسچن ہی نہیں تو سپلیمنٹری کہاں سے لوں؟ نہیں نہیں۔ کوئسچن نمبر 781، جلال خان۔

* 781 جناب جلال خان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پی ڈی اے میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، گریڈ ایک سے لے کر سترہ اور ڈی جی تک الگ الگ لسٹ بمعہ نام و پتہ فراہم کی جائے؟

جناب ارشد ایوب خان (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) گریڈ ایک سے سولہ تک اور گریڈ سترہ سے لیکر ڈائریکٹر جنرل تک مکمل تفصیل لف ہے۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: اس میں میرا سپلیمنٹری کوسچن ہے۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری کوسچن کہاں سے لوں؟

جناب جلال خان: جناب سپیکر، میں Answer سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مطمئن ہیں۔ کوسچن نمبر 788، مسٹر جلال خان۔

* 788 _ جناب جلال خان: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پی ڈی اے کے زیر ملکیت کل کتنے رہائشی مکانات ہیں؛

(ب) مذکورہ گھروں کو کس کس کے نام پر الاٹ کیا گیا، الاٹی (Allottee) کا نام، شناختی کارڈ کی کاپی، پتہ اور ہر گھر کا کرایہ کتنا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؛

(ج) مذکورہ الاٹ شدہ گھر کتنے مرلوں پر مشتمل ہیں؛

(د) پی ڈی اے کے گریڈ سترہ سے اوپر کے افسران کے پاس جو گھر ہیں، وہ کتنے کتنے مرلوں کے ہیں، ان سے کتنا کرایا وصول کیا جاتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب ارشد ایوب خان (وزیر بلدیات و دیہی ترقی) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) پی ڈی اے کے زیر ملکیت 122 مکانات ہیں۔

(ب) مکمل تفصیلات لف ہیں۔ (تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئیں)۔

(ج) مذکورہ الاٹ شدہ گھر تین مرلے، پانچ مرلے، دس مرلے اور بیس مرلے پر مشتمل ہیں۔

(د) پی ڈی اے کے گریڈ سترہ اور اس سے اوپر کے کل پینتالیس افسران کے پاس الاٹ شدہ گھر ہیں، ان میں سے بیس مرلے کے اٹھارہ گھر اور دس مرلے کے ستائیس گھر ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

جناب جلال خان: جناب سپیکر، میں نے اس میں جو کوسچن کیا ہے کہ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ پی ڈی اے کے زیر ملکیت کل کتنے رہائشی مکانات ہیں، مذکورہ گھروں کو کس کس کے نام پر

الاٹ کیا گیا ہے، الاٹیز کے نام، شناختی کارڈ نمبر، کاپی، پتہ اور ہر گھر کا کرایہ کتنا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟
اس میں جو ڈیٹیل مجھے دی گئی ہے، لیکن تھوڑی سی کنفیوژن مجھے ہو رہی ہے کہ ڈیٹیل میں بیس مرلے کا گھر ہے، ایک کنال، سب کے تقریباً سکیل بھی Almost same ہیں، اس میں جو Monthly rent deduction ہو رہی ہے، اس میں بہت Difference آرہا ہے، مثال بیس مرلے کا گھر ایک جگہ پہ اور سیکٹر بھی Same ہے، C-2، ایک جگہ پہ اگر Minimum figure میں بولتا ہوں، 37211 ہے Monthly deduction، اور اسی ایک کنال کا گھر اس کو 80298 پر بھی دیا گیا ہے، تو Kindly اس میں تھوڑا مجھے شک لگ رہا ہے، اگر آپ اس کو ریفر کر لیں کمیٹی کو، تھینک یو۔
<u>جناب سپیکر:</u> آنریبل منسٹر۔
<u>وزیر قانون:</u> جناب سپیکر، اس میں جلال صاحب نے Disparity کی بات کی، بالکل اس سے تو لگ رہا ہے کہ جو کنال گھر کی لسٹ ہے، اس میں Seventy four thousand بھی ہے، Thirty seven thousand بھی ہے، Sixty one thousand اور Forty thousand تو صحیح ہے جی، یہ کوئی وہ نہیں ہے ہمارا Objection، اگر آپ بھیجنا چاہ رہے ہیں، اس کی تھوڑی تفصیل، ابھی یہ کمیٹی کو Suit کرتا ہے، اس کے ساتھ Related ہے لیکن Otherwise ہر کوئسچن ادھر بھیجنا ہے، وہ مناسب نہیں ہے۔
<u>Mr. Speaker:</u> Is it the desire of the House that the Question No. 788 may be referred to the Standing Committee concerned? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are in against it may say 'No'.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The 'Ayes' have it. The said Question is referred to the concerned Standing Committee.

اراکین کی رخصت

<u>جناب سپیکر:</u> 'Leave applications': جناب ریاض خان، ایم پی اے، آج کے لئے؛ جناب طارق سعید، ایم پی اے، تین یوم، 23 تا 25 اپریل؛ جناب ہشام انعام اللہ خان، ایم پی اے، آج کے لئے؛ جناب ارشد ایوب خان، صوبائی وزیر، آج کے لئے؛ جناب خلیق الرحمان صاحب، صوبائی وزیر، آج کے لئے؛ جناب فضل شکور خان، صوبائی وزیر، آج کے لئے؛ جناب سید فخر جہاں، صوبائی وزیر، آج کے لئے؛ جناب طارق محمود آریانی، ایم پی اے، آج کے لئے۔ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

Mr. Speaker: Item No. 7, 'Call Attention Notices': Mr. Jalal Khan, MPA, to please move his call attention No. 233, in the House.

جناب جلال خان: جناب سپیکر، میں نے کال اٹینشن جمع کیا ہے۔ میں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ کچھ سال پہلے پشاور کو پھولوں کا شہر کہا جاتا تھا لیکن جب سے WSSP نے صفائی کا کام سنبھالا ہوا ہے، یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ پورا پشاور گندگی کا ڈھیر بنا ہوا ہے، WSSP کی کارکردگی بالکل ناقص اور صفر ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں Mostly ہمارے ممبرز صاحبان اکثر ان کا پشاور آنا جانا اور ادھر ہی پر مقیم ہیں۔ آپ کو خود پتہ ہے کہ پشاور کا کیا حال ہے، ہر جگہ پہ گندگی کا ڈھیر، ہر جگہ پہ صفائی کا نظام بالکل خراب ہے، اس کو اگر Kindly بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر: جلال خان، ایک تو مجھے پتہ نہیں آپ بتا رہے ہیں، وزیر محترم اس کا جواب دیں گے تو پھر اس کو ہم Assess کرتے ہیں۔ جی جناب وزیر محترم۔

جناب محمد عبدالسلام: جناب سپیکر، سپلیمنٹری۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری وہ تو کوئسچنز آور نہیں ہے نا، یہ تو کال اٹنشن ہے، آپ بیٹھ جائیں، پلیز۔

جناب آفتاب عالم آفریدی (وزیر قانون): سر، اس میں یہ ہے کہ WSSP ابھی جلال خان صاحب نے کال اٹنشن میں ایک Particular جگہ کا تعین نہیں کیا، میرے خیال میں As a whole Peshawar تو اس طرح نہیں ہے، بہر حال WSSP کے ساتھ جو نیبر ہوڈ کونسلز آتی ہیں، پشاور میں 114 نیبر ہوڈ کونسلز ہیں تو وہاں پہ ان کی Responsibility صفائی ستھرائی کی ہے، باقی ہمارے پارلیمنٹیرین یا کافی لوگ وہ Outside the premises of WSSP جو ہیں، اس کو Quote کر کے WSSP کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں، میرے خیال میں WSSP as compared to TMAs وہ کافی بہتر طریقے سے کام کر رہا ہے، یہ گورنمنٹ نے ایک پرائیویٹ سیکٹر، پبلک پرائیویٹ ٹائپ کی ایک کمپنی بنائی تھی، اس میں اس کی Efficiency as compared to TMAs یا ٹاؤن شپ میرے خیال میں بہتر ہے۔

جناب جلال خان: جناب سپیکر، میں خود کچھ نہیں کہتا، آپ سب سے ایماناً کہہ رہا ہوں کہ کیا اس پشاور میں جو پہلے سے جس طرح کا نظام چل رہا تھا، WSSP آنے کے بعد پشاور کی صفائی کا نظام خراب ہوا یا ٹھیک ہوا ہے؟ آپ سب سے پوچھتا ہوں، آپ ایماناً بتائیں کہ کس طرح ہوا ہے؟

جناب سپیکر: WSSP کا دائرہ اختیار کتنا ہے، اس کا دائرہ اختیار کیا ہے؟

جناب جلال خان: اس کے ساتھ WSSP کی یہی صفائی کی Responsibility آتی ہے-----

جناب سپیکر: اس کا دائرہ اختیار، آپ نے کوسچن کیا، کال اٹنشن نوٹس ہے، اس کا دائرہ اختیار کتنا ہے؟

جناب جلال خان: جناب سپیکر، جتنا بھی ہے، میں ڈسٹرکٹ پشاور کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، یہی میں کہہ رہا ہوں، ہو سکتا ہے کہ جلال صاحب کو TMAs کی طرف سے کسی نے Suggestion دی ہو کہ اس پوائنٹ کو Raise کریں کیونکہ وہ چاہ رہے ہیں کہ صفائی ستھرائی واپس ان کو Delegate ہو، حالانکہ یہ ہماری پریویس گورنمنٹ نے بڑا زبردست Step اٹھایا تھا، آپ اس کی Efficiency پہ تھوڑے بہت سوالات تو اٹھا سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے پہلے حالات ٹھیک تھے، ابھی ان کے آنے کے بعد حالات خراب ہوئے ہیں، یہ بالکل سراسر میرے خیال میں بہت زیادتی ہو گی، WSSP کے بعد چونکہ پشاور ہمارا Collective provincial capital ہے، اس سے پہلے بہت زیادہ برے حالات تھے، ابھی Comparatively ماشاءاللہ پشاور صاف ستھرا ہے، ان شاءاللہ ہم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بات کر لیں گے، اس میں مزید جو بہتری کی طرف گنجائش ہے، وہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ بٹھا دیں، ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ جلال خان کو بٹھا دیں، اگر یہ مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک، نہیں تو آپ دوبارہ لے آئیں، پھر میں اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر دوں گا۔

وزیر قانون: بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: Mr. Rajab Ali Khan Abbasi, MPA, to please move his call attention notice No. 306, in the House.

جناب رجب علی خان عباسی: بہت شکریہ جناب سپیکر، میں وزیر برائے صحت کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ صوبہ خیبر پختونخوا کا ایک بڑا سیاحتی مقام ہونے کی وجہ سے گلیات ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مقامی اور بین الاقوامی سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے، علاقہ گلیات جو کہ دو صوبائی حلقوں پر مشتمل ہے، اس کے سیاحتی مقام بالخصوص نتھیا گلی، نگری بالا، ڈونگا گلی، نملی میرا، ایوبیہ، خانسپور، چھانگہ گلی، باڑیاں اور ارد گرد کے مقامات سیاحت کو فروخت دینے، آمدنی بڑھانے، روزگار کی

فراہمی اور صوبے کی نرم تصویر Soft image پیش کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، تاہم بڑھتی ہوئی سیاحتی سرگرمیوں کے باوجود گلیات کی مقامی آبادی پانی کی شدید قلت کی شکار ہے، گلیات کے چشموں کا پانی ڈونگا گلی کے مقام پر قائم کردہ واٹر ٹینکوں میں آرہا ہے جس سے روزانہ لاکھوں گیلن پانی، یومیہ لاکھوں گیلن پانی مری کو بذریعہ پبلک ہیلتھ واٹر بورڈ ڈیپارٹمنٹ سپلائی کیا جارہا ہے۔ اس پانی کی ترسیل تقریباً سو (100) سال سے زیادہ عرصے سے جاری ہے اور اب مزید پانی گلیات کے چشموں سے لے جانے کی تیاری ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ گلیات کی مقامی آبادی کو پانی کی بوند تک رسائی نہیں، روزمرہ کی ضروریات اور سیاحت کے فروغ کے لئے مقامی آبادی پانی کی قیمتاً خریدنے پر مجبور ہے۔ ڈونگا گلی سے جو پانی باہر دیا جارہا ہے، اس پانی کی ترسیل سب سے پہلے مقامی آبادی کا حق ہے، مقامی لوگوں کو اور سیاحت کے فروغ کے لئے ڈونگا گلی واٹر ٹینک اور دیگر مقامی ذرائع پانی کی تقسیم میں مقامی آبادی کو ترجیح دینا ان کا بنیادی اور آئینی حق ہے۔ جو پانی ڈونگا گلی سے لاکھوں گیلن روزانہ کی بنیاد پر علاقہ گلیات سے باہر جاتا ہے، اس پر آبیانہ وصول نہ کرکے مقامی آبادی کی حق تلفی ہے جو کہ ان پر رقم خرچ ہونا چاہیئے تھی، نیز مری واٹر بورڈ صارفین سے پانی کے چارجز وصول کررہا ہے اور مقامی آبادی پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے۔ تاحال صوبائی حکومت نے پانی کی قلت کا کوئی بندوبست نہیں کیا ہے تاکہ ایک جامع منصوبے کے ذریعے مقامی رہائشیوں کو صاف پانی تک رسائی حاصل ہو اور ان کی تکالیف کا سدباب ہو۔ مزید برآں پانی کا موجودہ منصوبہ جس سے مری کو پانی دیا جارہا ہے، انگریز سرکار کی باقیات میں سے ایک نشانی ہے جو کہ مقامی آبادی کی حق تلفی کا ایک بڑا ثبوت ہے۔
بہت شکریہ جی۔

جناب سپیکر: اچھا، آپ کے اس کال اٹنشن کے دو حصے ہو گئے، ایک Related وزیر سیاحت سے اور ایک آدھا حصہ اس کا Related وزیر پبلک ہیلتھ سے، آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ کا پانی، (قطع کلامی) یہ On کریں، بھئی! ان کا مائیک On کریں تاکہ یہ کو ٹسچن کو سمجھ جائیں، وزیر محترم بھی سمجھ جائیں تاکہ اس پر ریسپانڈ کر سکیں۔

جناب رجب علی خان عباسی: اس میں ہمارا ایک ایشو ہے جو سب سے بڑا، میں نے اس میں کہا کہ مری واٹر بورڈ جو پانی لے کر جارہا ہے، وہ اپنے صارفین کو پانی بیچ رہا ہے جبکہ ہمیں صوبائی گورنمنٹ کو اور GDA کو کوئی ریونیو یا کوئی پیسہ نہیں ملتا۔ سپریم کورٹ میں ایک کیس ہوا تھا، منرل واٹر کیس، اس کے مطابق ہمیں ریونیو ملنا چاہیئے، کیونکہ اس کا پانی آگے بیچا جارہا ہے اور وہ ریونیو تقریباً اس وقت اندازاً وہ ساٹھ ارب

روپے کے قریب بنتا ہے، میں یہ چاہوں گا کہ اس کا جواب وزیر برائے ریونیو اگر دیں تو وہ زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ زیادہ ہمیں جو پریشانی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارا حق بیچا جارہا ہے اور ہمیں اس کے پیسے ہی نہیں مل رہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب، آپ کمال کرتے ہیں، آپ کا کوئسچن، یہ کال اٹنشن نوٹس سیاحت پہ اور پبلک ہیلتھ پہ ہے اور جواب دے دیں وزیر ریونیو؟

جناب رجب علی خان عباسی: نہیں، سیاحت کے منسٹر دیں، پبلک ہیلتھ والے بھی دیں لیکن معاملہ ہمارا ریونیو کا ہے، منسٹر سیاحت دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ پبلک ہیلتھ کے، وہ پبلک ہیلتھ کے Through جارہا ہے، اچھا وزیر قانون، اس پہ آپ ریسپانڈ کردیں، پھر نذیر عباسی صاحب سے ہم اس پہ رائے لے لیں گے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب پہلے ریسپانڈ کردیں تو پھر آپ سے رائے لیتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، اس میں اس طرح ہے، میں تھوڑی سی اس کی Clarity کروں گا، یہ رجب علی صاحب کے جو Concerns ہیں، بڑے Serious concerns ہیں، وہ چاہ رہے ہیں کہ یہاں پہ ہمارے دو پراونشل حلقے ہیں، ہمارے گلیات کا پانی اپنی لوکل آبادی کو نہیں مل رہا، 1891ء سے 1994ء تک انگریز سرکار نے Pre partition ایک پائپ لائن بچھائی تھی مری کینٹ کے لئے، جو بعد میں چھ انچ ڈائی میٹر کی ایک پائپ لائن ہے، اچھا GDA جو Pumping کرتا ہے، اس پہ جو خرچہ آتا ہے وہ خرچہ بھی نہیں دیتے، وہ وہاں پہ لوگوں سے پانی کی مد میں ٹیکس کلیکشن کرتے ہیں، پبلک ہیلتھ جو مری کا ہے، پنجاب کا ہے، KP کا، پبلک ہیلتھ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، وہ ٹیکس کلیکشن کرتے ہیں، پانی کی فیس لیتے ہیں ہاؤس ہولڈرز سے، اور باقی لوگوں سے جو وہاں پہ Commercial activities ہو رہی ہیں لیکن ابھی تک ہمارا Claim بھی ہے کہ اس کے اوپر ہم نے چھ بلین سے اوپر ہماری پراونشل گورنمنٹ کا Claim ہے، وہ بھی ہمیں نہیں ملا، ابھی وہ ایک نیا پراجیکٹ کرنے جارہے تھے جس کو بعد ازاں آئی پی سی فورم پر Agitate کیا گیا، آئی پی سی میں اس کو اٹھایا گیا، وہ کام تاحال بند ہے، اس کے اوپر ایک ہائی لیول کی کمیٹی اور پھر سب کمیٹی بنائی گئی، ان کمیٹیز کی جو Recommendations ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ رجب علی صاحب کو Provide کر دی گئی ہوں، اس آئی پی سی کی جو ہائی لیول کمیٹی ہے، اس کی

Recommendations میں آپ کے سامنے پڑھ لیتا ہوں، اس کی Recommendations یہ ہیں کہ No new construction will be carried out، جو وہ نیا پراجیکٹ کر رہے تھے، مری والے یہاں پہ گلیات میں، ڈونگا گلی میں No new construction will be carried out by any party، یعنی دونوں صوبے اس کے اوپر کوئی وہ نہیں کریں گے، حالانکہ یہ ان کا غلط فیصلہ ہے، ہم تو کر سکتے ہیں، ہماری اپنی پراپرٹی ہے، ہماری صوبائی گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے، All the ongoing construction activities related to the issue will be halted forthwith. No. 2. Existing mechanism of water sharing will be continued till next decision. یعنی انگریز نے جو فیصلہ کیا کہ جو چھ انچ لائن ان کو جا رہی ہے، وہ اسی طرح جاری رہے گی۔ تیسرا پوائنٹ، وہ یہ ہے کہ:

"The Government of Punjab will request the International Water Management Institute (IWMI) Pakistan to conduct a survey of water resources and reservoirs in Murree and Galyat, in line with the Government of Khyber Pakhtunkhwa's letter, dated 10th September, 2024. یعنی 10 ستمبر، 2024 کو پراونشل گورنمنٹ Last اس میں لیٹر کر چکی ہے، چونکہ یہ ریسورس ہمارا ہے، اس کے اوپر حق ہمارا ہے، اس کے اوپر کوئی بھی ڈیویلپمنٹ جو ہے وہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر اس وقت کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟

وزیر قانون: نہیں جی، ابھی تک یہی میں نے پڑھا ہے، اس میں جو پوائنٹ نمبر ایک ہے، یہی ہے کہ اس پہ ہر قسم کا جو کام ہے، وہ روک دیا گیا، Till further order، جب تک آئی پی سی یا ہائی لیول کمیٹی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا، رجب علی صاحب کا جو Plea ہے، وہ یہ ہے کہ ایک تو وہ ہمارا پانی لے کر جا رہے ہیں، اس کا ہمیں کوئی In return profit کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں، ابھی وہ دوسرا پراجیکٹ کرنے جا رہے ہیں، اس کو بھی سٹاپ کیا جائے اور جو پہلے کا، Pre partition کا ان کا یہ پراجیکٹ ہے جو انہوں نے پانی استعمال کیا، Even ہمارا GDA یہ آپ کو حیرانگی ہوگی کہ GDA جو Pumping کرتا ہے جس کے اوپر جتنی بھی Cost آتی ہے، یوٹیلٹی بلز، وہ اپنی جیب سے ادا کرتا ہے، مری ڈیویلپمنٹ اتھارٹی ان کو ایک پائی بھی نہیں دیتی، نہ کبھی انہوں نے دی ہے۔ اچھا، یہ ان کی سخاوت ہے، ویسے اس سخاوت سے میں بھی حیران ہوا۔ ابھی ان کی جو Plea ہے، وہ یہی کہ اس پہ کام بھی روکا جائے، اس سے ہمارے Outstanding، ہمارے جو بقایاجات ہیں، وہ بھی مری سے لئے جائیں۔ تیسری بات یہ کہ پانی بجائے ان کے لے جانے کے، ہمارے

Local localityکے جو لوگ ہیں، ہاؤس ہولڈرز ہیں، ان کو Provideکیا جائے، وہ رل رہے ہیں، ان کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس کے اوپر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ میں نے ویسے بھی مشاورت کی، میں چاہونگا کہ اس کو کمیٹی میں بھی آپ ریفر کریں اور میری Suggestion اس میں یہ ہو گی کہ یہاں پہ گلیات میں بہت زیادہ ایشوز ہیں، وہاں پہ کنسٹرکشنز کے این او سیز کے بھی بہت ایشوز ہیں، GDA وہ ٹورازم کے Underآتا ہے، لوکل گورنمنٹ وہاں پہ جو ٹی ایم ایز ہیں، وہ بھی دھڑادھڑ وہاں پہ کنسٹرکشنز کے این او سیز وہ ایشو کرتی ہیں، کیونکہ GDAکا ایک اپنا SOPہے، By lawsہیں، ریگولیشنز ہیں جو کہ میرے خیال میں پانچ یا چھ فلور سے اوپر کی وہ اجازت نہیں دیتا اور Low densed areaاور اوپر والا جو علاقہ ہوتا ہے، روڈ کی دونوں سائڈز پہ ٹی ایم اے جو ہے، وہ ان کو این او سی جاری کر دیتی ہے، Naturallyلوگ ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں، وہ اپنا ریونیو بڑھانے کی خاطر اس پہ کوئی ایکشن نہیں لیتی۔

<u>جناب سپیکر</u>: بڑا Interesting subjectہے، یہ بڑا Interesting Point of Orderہے۔

<u>وزیر قانون</u>: جناب سپیکر،۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: نذیر عباسی صاحب، آپ اس پہ روشنی ڈالیں۔

<u>وزیر قانون</u>: میں اس میں صرف Suggestion دینا چاہونگا کہ اس کو کمیٹی میں ریفر کریں، With the directionکہ اس میں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ، ٹورازم ڈیپارٹمنٹ، GDAاور اس کے ساتھ ساتھ PHEبھی کرلیں، ان لوگوں کا جو مسئلہ ہے، Once for allوہ حل کریں، اس میں آپ آئی پی سی کے جو یہاں پہ ہمارے Responsible ہیں، ان کو بھی Includeکریں تاکہ اس کیس کو Stronglyوہاں پہ Pleadکیا جائے، یہ کیس جو ہے، یہ مری، وہ خوامخواہ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں، اس کے اوپر ایک سپیشل کمیٹی آپ بنائیں۔

<u>جناب نذیر احمد عباسی (وزیر مال واملاک)</u>: شکریہ۔ وزیر قانون صاحب نے اس پہ اچھا کام کیا لیکن میں بار بار اس میں اس لئے مداخلت کر رہا تھا کہ یہ جو پانی ہے، یہ میرے گاؤں سے جارہا ہے، تمام سورسز میرے گاؤں سے جارہے ہیں، ڈونگا گلی میں اس کو سٹور کیا جاتا ہے، Thenیہ آگے، 1896ء میں شاید اس کا وہ کوئی ایگریمنٹ نہیں ہے، زبردستی تھی جیسے آج کل ہو رہی ہے اور تب بھی تھی۔ اس کے دو پہلو ہیں، منسٹر صاحب نے بھی اس پہ بات کی، پہلا پہلو یہ ہے کہ ہمیں مقامی طور پہ نہ صرف جو گلیات ایریا ہے. جہاں ہوٹلز ہیں، Resorts بن گئے ہیں، باقی گھر بن چکے ہیں، وہاں پہ پانی کی شدید قلت ہے، ایک تو ہماری اپنی

ضرورت ہے لیکن دوسری جو اہم چیز ہے، ہمارے جو وہاں صدیوں سے جو لوگ آباد ہیں، یہ پانی ان کا Basic right ہے، بجائے اس کے کہ ان کے جو سورسز ہیں، یہ چونکہ گزشتہ ایک سوتیس(130) سال ہو گئے ہیں، یہ تقریباً ایک سو انتیس۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> واجب العرض میں کیا لکھا؟

<u>جناب نذیر احمد عباسی:</u> سر، میں اسی طرف جا رہا ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ہاں۔

<u>وزیر مال واملاک:</u> اسی پہ جا رہا ہوں سر۔ تو اس پانی کو، جو یہ Gravity water ہے یہ سارا، اس کا جو بہاؤ ہوتا ہے، یہ پوری دنیا کا بھی اور ہمارے قوانین میں یہ ہے کہ جو نشیبی علاقے ہیں، ان کے Rights ہوتے ہیں اس پانی پہ، اب مقامی آبادیوں میں بھی یہ پانی لوگوں کو نہیں مل رہا، بڑی قحط سالی بنی ہوئی ہے، اس حوالے سے خشک سالی بنی ہوئی ہے، تو ہمیں ایک تو اپنی ضرورت ہے اور ہم کسی صورت یہ پانی کسی دوسری جگہ پہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایک سوتیس(130) سالوں میں چاہیئے تھا پنجاب کو یا مری کو کہ وہ اپنے لوگوں کے لئے پانی کا بندوبست کرتے، بجائے اس کے کہ وہ ایک سوتیس سال، تب ہمیں شاید کم ضرورت تھی اور ہمارے لوگوں نے Resistance نہیں دی لیکن ابھی وہ ضرورت موجود ہے کہ پانی پیسوں کا دیا جاتا ہے، یہ پانی گاڑیوں کے ذریعے Bowsers کے ذریعے لوگ اپنے استعمال میں لا رہے ہیں، ایک تو اس کا پہلو یہ ہے، یہ کسی طور پر قبول نہیں ہے، اس کے لئے پبلک ہیلتھ کا کوئی اس میں نہیں ہے، میں سینیئر منسٹر صاحب سے کہہ رہا تھا پبلک ہیلتھ یہ GDA۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

<u>وزیر مال واملاک:</u> تو سر، میں اس میں دوبارہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو اس کو کمیٹی کو ریفر کیا جائے اور اس پہ کسی صورت ہم مزید پانی مری کو یا دیگر علاقوں کو نہیں دے سکتے، یہ Right بھی ہمارا ہے، پانی بھی ہمارا ہے اور ہمیں مقامی طور پہ شدید قلت ہے پانی کی، تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنا بندوبست، یہ نہیں ہے کہ سو (100) سال پہلے کوئی پائپ لگا یا تھا، بجائے اس کے کہ ہم نہیں چاہتے کہ مقامی لوگ اب اس حد تک آ چکے ہیں کہ وہ اس پانی کے سورسز جو ہیں، وہاں سے ان کو Disconnect کریں گے، یہ پانی صرف، کل چلیں گلیات میں جو ہمارے کینٹس ہیں، باڑیاں کینٹ ہے، وہ چلیں کسی حد تک پھر Justify کرتے ہیں، مری کینٹ کو یا اس کے جو قریبی علاقے ہیں، ان کو پانی آپ پچاس کلو میٹر دور سے ان لوگوں کا حق مار کر ان

لوگوں کا پانی آپ لے جاتے ہیں جس کے بدلے میں آپ نے ان کو ایک Penny نہیں دی، آپ پانی بیچ رہے ہیں، آپ پانی کے بل لے رہے ہیں اور کمال ہے کہ منسٹر صاحب نے ایک بات کی GDA کی سخاوت پہ، کہ یہ پانی Uplift ہوتا ہے، یہ گریویٹی سکیم نہیں ہے، یہ Uplift ہوتا ہے پانی، اس پہ لاکھوں روپے، مہینے کے لاکھوں بھی نہیں میرے خیال میں اس سے بھی زیادہ کا خرچ آتا ہے اور وہ کر کے فی سبیل اللہ ہم دے رہے ہیں جی، ان کو۔ سپریم کورٹ میں جو کیس تھا، اس کا فیصلہ آیا، لوگوں نے یہ کیس کیا تھا کہ جی اس پانی پہ جبکہ آپ پیسوں کا بیچ رہے ہیں تو ہمارا Right بنتا ہے، سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق قریباً چالیس سے پچاس ارب روپے کی انہوں نے ہماری رائیلٹی کو Justify کیا کہ یہ پیسہ ان کا بنتا ہے، وہ کام ہے صوبائی حکومت کا کہ آئی پی سی میں اس کو اٹھایا جائے، اپنا وہ اس کورٹ کے فیصلے کے مطابق یہ Claim کیا جائے پنجاب سے کہ وہ ہمیں ہماری یہ رائیلٹی بھی اور یہ پیسہ بھی انہی لوگوں پہ صرف ہونا چاہیئے اور اس کو میرے خیال میں ٹورازم کی ہماری کمیٹی موجود ہے، اس کے حوالے کیا جائے اور جو دیگر بھی اگر اس میں کچھ شامل کرنا آپ چاہتے ہیں لیکن یہ بڑا ایک Burring issue ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس میں پبلک ہیلتھ کا کوئی Role بنتا ہے؟

<u>وزیر مال واملاک:</u> پبلک ہیلتھ، مطلب یہ پانی، اس کو Operate پبلک ہیلتھ نہیں کر رہا لیکن ظاہر ہے ان کا کام پینے کا پانی دینا ہے تو ان کے Expertise بھی آپ لے لیں، وہ کمیٹی ان کو بلوا سکتی ہے، منسٹر صاحب کو یا ان کے جو ممبرز ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> ٹھیک ہو گیا جی۔

The motion before the House is that the call attention notice No. 306, moved by the honourable Member, may be referred to the Standing Committee concerned? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The ‘Ayes’ have it. The call attention notice is referred to the Standing Committee concerned, with the direction that the honourable Minister for Public Health Engineering, along with his Secretary or DG, be invited as a special guest to see the matter.

<u>ارباب محمد عثمان خان:</u> اس کو کونسی کمیٹی میں ریفر کریں گے؟ ایک تو آئی پی سی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، ہماری اپنی سٹینڈنگ کمیٹی دیکھے گی نا، تو اس میں بلالیں ان کو بھی۔

ارباب محمد عثمان خان: جناب سپیکر، ہماری۔۔۔۔

جناب سپیکر: مری ڈیویلپمنٹ اتھارٹی والوں کو بھی بلالیں۔

ارباب محمد عثمان خان: جناب سپیکر، یہ جو آپ ابھی ڈائریکشنز دے رہے ہیں، کمیٹی کو ریفر کر دیا ہے، یہی ڈسکشن Word for word کل ہماری اسی کمیٹی میں ہوئی ہے، میں بھی اس کمیٹی میں، میرا ایک سوال تھا، اس میں ایری گیشن ڈیپارٹمنٹ تھا، یہ بھی Decide ہوا ہے کہ اور ڈیپارٹمنٹس بھی اس میں آئیں گے۔ یہ مسئلہ جو ہے، وہ Interprovincial ہے اور اس کے ساتھ کینٹ بھی وہاں پہ Involved ہے، تو میں یہ Suggestion دوں گا کہ ہم، اور یہ میرٹ جو ہے، سپریم کورٹ Already اس پہ Verdict دے چکی ہے، تو ہاؤس یہ Unanimously ایک ڈائریکشن پاس کرے اور جو سٹیک ہولڈرز ہیں، ان کو پابند کرے کہ آکر آپ اس چیز کا جواب دیں، کمیٹی میں ہم یہ چیز نہیں لے جاسکتے، کمیٹی کے پاس یہ اتھارٹی ہی نہیں ہے، ہم پراونشل ڈیپارٹمنٹس سارے اس میں آجائیں گے کہ ہم پنجاب کے ساتھ اور جو کینٹس Involved ہیں، ان کے ساتھ کیسے Take-up اس چیز کو کریں گے؟ ٹھیک ہے IPPC تو CCI میں لے جائیں گے نا، CCI میں پھر آپ بیٹھے رہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، ارباب صاحب کیا فرما رہے ہیں کہ کمیٹی کا اختیار نہیں ہے، کیوں نہیں ہے اختیار، بھئی؟

ارباب محمد عثمان خان: سر، کل دیکھیں اس میں Provinces involved ہیں، جب ہماری انرجی اینڈ پاور کی بھی ڈسکشن ہوتی ہے، اس میں ایس این جی پی ایل یہ کہہ دیتی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ ہے، چھوڑ دو، ہماری اس میں Jurisdiction نہیں آرہی۔ سر، میری ریکویسٹ اتنی ہے کہ ہاؤس ڈائریکٹیوز ایشو کردے، سٹیک ہولڈرز اس میں کیا ہیں؟ آرمڈ فورسز ہیں، پنجاب ہے، سپریم کورٹ کا Verdict جیسے عباسی صاحب نے کہا ہے وہ آچکا ہے، اس پہ کوئی عمل ہی نہیں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح ہے، اس کا Canvas وسیع کردیں، آپ کی سٹینڈنگ کمیٹی اس میں مزید لوگوں کو بھی بلالے، اس کمیٹی کو بھی بلالے، دیکھیں، آپ کی سٹینڈنگ کمیٹی کوئی Verdict دے گی نا، وہ آپ کے ہاؤس کے Through bindig بن جائے گورنمنٹ کے لئے، اور گورنمنٹ پھر اس کو زیادہ بہتر طریقے سے Take-up کرے گی، اگر آپ اس چیز کو یہیں چھوڑ دیں گے تو گورنمنٹ بھی ویسے ہی چھوڑ دے گی۔

ارباب محمد عثمان خان: اگر میں غلط نہ ہوں تو ہمارے میاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ اس کمیٹی کو ہیڈ کرتے ہیں، کل وہ اس منٹس میں آجائے گا کہ یہی Decision ہوا تھا کہ ہم گورنمنٹ پارلیمنٹ کو

Suggestion دیتے ہیں کہ آپ اس پہ تمام سٹیک ہولڈرز کو بلائیں تو تب جا کر ہم اس کو فعال طریقے پہ Resolve کر سکیں گے۔ دا مونږ کړے وو کنه، ټول اووایئی ورته۔

جناب سپیکر: نذیر عباسی صاحب کا مائیک بھی On کریں، Simultaneously کنڈی صاحب کا بھی، ان دونوں میں جو بولنا چاہے۔

وزیر مال واملاک: سر، یہ جو تجویز دی گئی ہے، کنڈی صاحب دل کی باتیں مجھے پتہ ہوتی ہیں، یہ بھی یہی تجویز دینا چاہ رہے ہیں کہ ایک تو فی الفور اس پہ کسی قسم کا کوئی کام نہ ہو، یہ رولنگ سپیکر صاحب، آپ کی طرف سے جانی چاہیئے۔ جو بات ارباب صاحب نے کی ہے، چونکہ اس میں I think پبلک ہیلتھ پنڈی جو ڈیپارٹمنٹ ہے، وہ ہے اور اس میں کینٹ میں جو میونسپل کا ہے وہ ہے، شاید وہ سٹینڈنگ کمیٹی کی کال پہ نہ آئیں، یہ ان کے خدشے کا اظہار ہے۔ چونکہ اس میں ایک ادارے کا نام بھی انہوں نے لیا ہے، اس کا بٹن بتاتا ہوں نا، اس کا بٹن یہ ہے کہ وہ پانی اٹھا کر نہیں لے جا رہے، ہم انہیں Pumping کر کے دیتے ہیں، اپنے خرچے سے، اور پھر ان کو پیش کرتے ہیں۔ ایک تو GDA کو فوری طور پہ آپ کی رولنگ ہونی چاہیئے کہ ان کی سپلائی کو آپ روکیں گے، ان کو نہیں دیں گے، Without payment ہم دے رہے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں، انہوں نے کم سے کم پچاس سورسز ایسے ہیں جو چھوٹے سورسز ہیں، وہ اٹھا کر اسی میں ڈالے ہیں، وہ Illegal ہیں اور ہمارے لوگ چپ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ادارے چپ بیٹھے ہوئے ہیں، تو ایک تو یہ کریں، سٹینڈنگ کمیٹی میں باقی جو لوگ ہیں، ان کو آپ بیٹھک بلوالیں لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ آپ صوبائی ہماری CCI کے اندر بھی جو ہمارا Claim بنتا ہے اور اس سے چھٹکارے کا، یہ دونوں چیزیں وہاں اٹھائی جائیں اور اس میں ہمیں کرنا ہے، چونکہ یہ ہمارے وسائل ہیں اور ان کو پچھلے ایک سو انتیس (129) سالوں سے مفت میں بلکہ ہمارے خرچے پہ وہ موج کر رہے ہیں اور اس کو بیچ رہے ہیں اور اس کی رائیلٹی اور اس کے جو ہیں، وہ بھی صوبہ Claim کرے ان سے۔

جناب سپیکر: اس طرح ہے آنریبل منسٹر صاحب، لوگوں کے پینے کا پانی پر تو میں رولنگ نہیں دے سکتا، آپ بند کر دیں، یہ بھی ایک بہت بڑا ظلم ہوگا کہ ہم۔۔۔۔

وزیر مال واملاک: میں نے یہ نہیں کہا، یہ تو کمرشل پانی بک رہا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: سر، آپ جو نیا پانی لگا رہے ہیں، اس کی لائنوں کو بند کریں، جو نئی لگا رہے ہیں وہ نہ لگنے دیں، اس کے آپ Way out کا، یہ تو نہیں ہو سکتا نا کہ اگر کسی End پہ کوئی غلطی ہوئی ہو اور لوگوں کا پانی ہم بند نہیں کر سکتے۔

وزیر مال واملاک: لوگوں کا نہیں ہے، یہ کمرشل پانی بک رہا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کمیٹی کو ریفر ہو گیا ہے نا، کمیٹی اس پہ Decision کرے کہ کیا کرنا ہے۔

وزیر مال واملاک: سر، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ان ڈیپارٹمنٹس کو جن کو پانی چاہیئے، وہ پانی ہمارا ہے، اگر وہ اپنی کسی وجہ سے اس میں نہیں آتے کہ ہم Bound نہیں ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی پھر ہاؤس کو بتائے گی کہ یہ نہیں آ رہے، پھر ہم اس پہ دیکھیں گے۔

وزیر مال واملاک: ٹھیک ہے نا جی، پھر ہمارے پاس، پھر سر، ہمارا جو بٹن ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اس پانی کو Uplift کر کے دے رہے ہیں، ہم نہیں کریں گے، ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے، پھر وہ آپ کے ساتھ بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر: اس بات کو کمیٹی تک جانے دیں۔ جی کنڈی صاحب۔

جناب احمد کنڈی: سر، میری بھی یہی تجویز ہے، یہ Haste makes waste والی بات نہ ہو، آپ یہاں سے کوئی فیصلہ کریں، اس پہ عمل درآمد نہ ہو تو ذرا اچھا نہیں لگے گا۔ یہ بڑی محترم ایک منصب پہ آپ بیٹھے ہیں، میری تجویز یہ ہے کہ جب بھی کوئی ایشو آتا ہے جس میں دوسرے صوبے Involved ہوں تو آئی پی سی کی سٹینڈنگ کمیٹی ہمارے پاس موجود ہے، Article 153 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan کے نیچے یہ کونسل بنتی ہے، اس کا مینڈیٹ یہی ہے جو Federal Legislative List Part II، سارے اس کے Domain میں آتے ہیں، میں یہاں سے اس فلور آف دی ہاؤس ایک بڑی Important بات صوبائی حکومت کو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر، CCI کی میٹنگ Mandatory ہے، اگر آپ آرٹیکل 154 نکال لیں تو وہ کہتا ہے، اس کی Clause 3: “The Council shall have a permanent Secretariat and shall meet at least once in ninety days:”، نوے دن کے اندر CCI کی میٹنگ یہ ایک آئینی قدغن ہے، ہمارے چیف منسٹر صاحب لکھ چکے ہیں، ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جب صوبائی حکومت سوئی ہوئی ہوتی ہے، آپ دیکھ لیں، آپ کے سامنے آج کل یہ کینال کا ایشو چل رہا ہے، سندھ کے پانی کا ایشو ہے، اس کی مقدار ٹوٹل Zero point five (0.5) million acre feet ہے لیکن انہوں نے جو

تماشالگایاہواہے،ایسالگ رہاہے جیسا کوئی سندھ جداہو رہاہے، میں خراج تحسین پیش کرتاہوں سندھ کے لوگوں کو، کہ انہوں نے پریشر ڈیولپ کیاہواہے،ایک سال ہوگیاہے کہ CCI کی میٹنگ نہیں ہوئی ہے، سب سے بڑا مقدمہ پانی کا خیبر پختونخوا کا ہے، میں آپ کو ڈیٹا سے Prove کرکے دونگا، Three million acre feet پانی ہمارا Unutilized جارہاہے، صوبائی حکومت ستوپی کر سوئی ہوئی ہے، میری گزارش اورآفر صوبائی حکومت سے ہے کہ آئیں اکٹھے Protest کرتے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ CCI نہیں بلارہی، آئیں میدان میں آپ لیڈ کریں، ہم تمام اپوزیشن جماعتیں آپ کے ساتھ ہیں، اس وفاقی حکومت کے اس غیرآئینی اقدام کے خلاف، خدارا جب تک آپ CCI نہیں بلائیں گے، ہمارے صوبے کے مقدمے کہاں پیش ہونگے، SIFC is not the constitutional forum, CCI is the only forum for interprovincial dispute، میری گزارش یہ ہے، یہ جوایشوہے، آپ آئی پی سی کو بھیجیں، CCI کا ہم ایجنڈا بنائیں اور CCI کی میٹنگ کو Ensure کرانے کے لئے حکومت اقدامات لے، ہم اس کے ساتھ ہیں، شکریہ۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اسی موضوع پہ بات کرتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں، میں ایک دوسری بات کرونگا، یہ بات تو ہوگی، دوسری بات کرونگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی، یہ کمیٹی کو چلاگیاہے، کمیٹی اس پہ فیصلہ کرے گی۔ اس وقت تک وزیر صحت کہاں ہیں؟ ان کی جگہ دیاہے آپ نے جواب، چلیں ٹھیک ہوگیا۔

نشانزدہ سوال اور اس کا جواب

جناب سپیکر: یہ عدنان صاحب کا ایک کوئسچن رہ گیاتھا، کوئسچن لے لیں سر، اس کا ایک کوئسچن لے لیں پھر

۔

جناب عدنان خان: شکریہ جناب سپیکر، میرے خیال میں منسٹر صاحب کہیں چلے گئے ہیں، منسٹر صاحب نہیں ہیں سر، یہ Sorry۔

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر 707، مسٹر عدنان خان۔

* 797 جناب عدنان خان: کیاوزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) 24-2023ء کے سالانہ ترقیاتی منصوبے میں محکمے کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی، اس میں ہر ضلع اور تحصیل کے لئے کتنا کتنا فنڈ مختص تھا؛

(ب) مذکورہ فنڈ میں سے کتنی رقم جاری کی گئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنی لیپس ہوئی، ضلع وار اور تحصیل وار تفصیل فراہم کی جائے؟

<u>جناب ارشد ایوب خان (وزیر بلدیات و دیہی ترقی):</u> (الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام 24-2023ء میں محکمہ بلدیات و دیہی ترقی کے لئے 8127 ملین روپے لوکل گورنمنٹ اور اربن ڈیویلپمنٹ سیکٹر کے لئے مختص تھے، مزید یہ کہ محکمہ ہذا سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ پی اینڈ ڈی کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق صوبائی سطح پر منصوبے اے ڈی پی میں شامل کرنے اور ان کو فنڈز مختص کرنے کی سفارش کرتا ہے نہ کہ ضلع وار یا تحصیل وار منصوبوں کے لئے فنڈز مختص کرتا ہے۔

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام 24-2023ء میں لوکل گورنمنٹ اور اربن ڈیویلپمنٹ سیکٹر میں شامل منصوبوں کے لئے 8127 ملین روپے مختص ہوئے جن میں سے 3799 ملین روپے جاری اور خرچ ہوئے اور کوئی رقم لیپس نہیں ہوئی۔ (منصوبہ وار تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

<u>جناب عدنان خان:</u> جناب سپیکر، اس میں میرا کوسچن تھا، وزیر بلدیات صاحب سے میں نے کوسچن کیا تھا کہ 24-2023ء کے سالانہ ترقیاتی منصوبوں میں محکمے کی کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی، اس میں ہر ضلع اور تحصیل کے لئے کتنا کتنا فنڈ مختص تھا؟ اس میں انہوں نے جو جواب دیا تھا کہ 8127 ملین روپے لوکل گورنمنٹ اور اربن ڈیویلپمنٹ سیکٹر کے لئے مختص تھے، مزید یہ کہ محکمہ ہذا سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ پی اینڈ ڈی کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق صوبائی سطح پر منصوبے اے ڈی پی میں شامل کردے اور ان کو فنڈ مختص کرنے کی سفارش کرتا ہے، نہ کہ ضلع وار یا تحصیل وائز، یہ جو انہوں نے Negation کی ہے کہ ضلع وائز اور تحصیل وائز نہیں لیکن نیچے اگر آپ جائیں تو اس میں مختلف سیکٹرز ایسے ہیں کہ ان میں ضلع اور تحصیل کا ذکر آتا ہے، یہ جو تفصیل مجھے دے رہے ہیں، پہلے تو مجھے اس کوسچن کے اوپر جو انہوں نے ڈیٹیل دی ہے، وہ تھوڑی Incomplete ہے، پچھلے سال بجٹ میں اناؤنسمنٹ ہوا تھا کہ جو پچھلے سال کے منصوبے ہیں، وہ آنے والے بجٹ میں نہیں ہونگے، جتنے بھی Dead projects ہیں یا جو اس طرح کے پراجیکٹس ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ یہ اے ڈی پی کوڈ نمبر 110326، یہ فرسٹ جو اوپر آیا ہوا ہے، یہ پرانا پراجیکٹ ہے، یہ یہاں پہ ہمارے لئے انہوں نے یہاں پر Reflection اس کی دی ہوئی ہے، ہمارے یہاں

پہ جو بجٹ ڈیبیٹ تھی، اس میں Clear cut policy چل رہی تھی کہ یار! یہ آئندہ کے لئے نہیں آئیں گے۔ دوسری بات، اگر ہم سکیم وائز اس کو دیکھ لیں تو یہ ADP No. 190331: Construction of Tehsil Complex in Selected Tehsil، یہ جو سکیم ہے، یہاں پر بھی Reflect ہو رہی ہے۔ دوسری، ہمارے پی اینڈ ڈی میں ایک پراجیکٹ چل رہا ہے، KPRIISP والی، یہ سکیم وہاں پہ بھی چل رہی ہے، یہ Duplication of schemes کیوں آ رہی ہے؟ ایک سکیم آپ کی KPRIISP میں چل رہی ہے، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں، اور ایک یہاں پر آپ اے ڈی پی کوڈ نمبر 190331 میں Reflect کر رہے ہیں، This is the duplication، ابھی آپ آ جائیں اربن ڈیویلپمنٹ میں، یہ لوکل گورنمنٹ سیکٹر کی ڈیویلپمنٹ میں ہے، میں صرف اصلاح کے لئے یہ کر رہا ہوں، باقی میرا اس میں کوئی نہیں ہے، منسٹر صاحب جس طرح بجا فرمائیں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں انہوں نے جواب بھی نامکمل دیا ہوا ہے اور اوپر سے Incomplete ہے، کچھ بھی نہیں بتاتے، کچھ چیزیں چھپا رہے ہیں۔ دوسری سمت پر آپ آ جائیں اربن ڈیویلپمنٹ سکیمز میں، سر، اس میں آپ کو سکیم نمبر 130647 "پشاور اپ لفٹ پروگرام" ہے-----۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ کونسے Page پہ ہے؟

<u>جناب عدنان خان</u>: یہ سر، اربن ڈیویلپمنٹ کی بات میں کر رہا ہوں سر، اس میں آپ آ جائیں 130647، یہ "پشاور اپ لفٹ پروگرام" ہے اور پھر سر، Same آپ آ جائیں اس میں، یہ 2013-14 سے سر، چل رہا ہے۔ "پشاور اپ لفٹ پروگرام" 2013-14 سے چل رہا ہے۔ پھر سر، آپ آ جائیں اور پراجیکٹ 200113 میں سر، 200113، یہ بھی Peshawar regarding ہے، یہ Beautification of Peshawar Phase-2 سر، یہ دونوں سکیمیں جو ہیں سر، یہ پشاور کی ہیں اور اس کی Cost جو بنتی ہے وہ پندرہ سو ملین بن رہی ہے۔ سر، ابھی یہ 2013-14 سے ایسی کوئی ہمیں وہ نہیں دے رہے ہیں، بس صرف Lump sum ہمیں صرف یہ دے دیتے ہیں کہ یہ سکیم اس سال کی ہے، اس کے لئے اتنی رقم مختص کی گئی ہے اور باقی کوئی ڈیٹیل سر، نہیں دے رہے ہیں ہمیں۔ اسی طرح سر، میں نے تو ڈیٹیل مانگی ہوئی تھی، پھر سر، میں وہ تحصیل بلڈنگ کی طرف آتا ہوں کہ اسی طرح سر، آپ 140797_ Uplift and Beautification in Divisional Headquarters. سر، یہ ابھی میرا کوسچن ہے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز، ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز تو مختلف ہیں، میں نے تو ان سے تفصیل مانگی

ہے کہ آپ ضلع وائز، تحصیل وائز تفصیل فراہم کریں، وہ کہتے ہیں کہ ہماری ضلع اور تحصیل وائز ہے نہیں، اور یہاں پہ خود Reflect کر رہے ہیں، ڈویژنل ہیڈ کواٹرز کی یہ 140797_ Uplift and Beautification in Divisional Headquarters میں صرف ایک سو دس(110) ملین ریلیز اور خرچہ بتا رہے ہیں لیکن کتنی ریلیز ہوئی ہے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کو، کہاں پہ ہوئی ہے، کس طرح خرچہ ہوا ہے؟ وہ کوئی تفصیل نہیں دے رہے ہیں۔ اوپر خود کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس یہ اس طرح کی وہ Distribution ہم کرتے ہی نہیں ہیں اور یہاں پہ خود Reflect بھی کر رہے ہیں اور تفصیل بھی نہیں دے رہے ہیں۔ سر، اسی طرح پھر آپ آ جائیں نیچے اے ڈی پی نمبر 180579: Districts Uplift and Beautification میں بھی کوئی ڈیٹیل نہیں ہے، وہی Districts Uplift and Beautification کی بات ہو رہی ہے، اوپر کچھ کہہ رہے ہیں اور نیچے کچھ کہہ رہے ہیں، تو کافی تضاد ہے ان کے جواب میں بھی، اور کافی چیزیں جو ہیں سر، وہ ایسی جو خود گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ وہ اے ڈی پی میں ہم Delete کر دیں گے وہ بھی چل رہی ہیں، تو Kindly میری منسٹر صاحب سے وہ ہے، باقی جس طرح منسٹر صاحب مناسب سمجھیں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی کنڈی صاحب۔

جناب احمد کنڈی: سر، میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی فنڈز کی Distribution ہوتی ہے، اس کے لئے ایک پراونشل فنانس کمیشن کا میکنزم ہے، اس کے ذریعے ہمیشہ ضلعوں کو، تحصیلوں کو فنڈز دیئے جاتے ہیں جو کہ کئی سالوں سے Redundant ہیں، کیا ہمارے لاء منسٹر صاحب یا منسٹر حضرات میں سے کوئی جواب دینا چاہے گا؟ جو پراونشل فنانس کمیشن کی کمپوزیشن اور اس کا سٹرکچر بنانے میں کوئی یہ صوبائی حکومت دلچسپی رکھتی ہے؟ شکریہ۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ریحانہ اسماعیل صاحبہ کا مائیک On کریں، اس کا یہ کوئسچن لے لیں، جی۔

محترمہ ریحانہ اسماعیل: شکریہ جناب سپیکر، باقی تو عدنان صاحب نے بہت تفصیل سے بات کی لیکن یہاں پر ایک جز(ب) میں دیکھیں، مذکورہ فنڈز میں کتنی رقم جاری کی گئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟ جاری مختص رقم جو 24-2023ء میں بتا رہے ہیں کہ 8123 ملین اور خرچ کا بتا رہے ہیں 3799، یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ کوئی رقم Lapse بھی نہیں ہوئی لیکن یہ باقی رقم ایک دفعہ اگر اے ڈی پی میں کوئی رقم مختص ہوتی

ہے تو چاہیئے کہ وہ تمام رقم خرچ بھی ہو، یہ باقی رقم میں اپنے سمجھنے کے لئے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ باقی رقم کہاں چلی گئی یا خرچ کیوں نہیں ہوئی، اس کا کیا حساب کتاب ہے؟

Mr. Speaker: Ji, honourable Minister for Law, please.

وزیر قانون: سر، میں پہلے چاہوں گا کہ محترمہ ریحانہ اسماعیل صاحبہ کا میں جواب دوں۔ دیکھیں، یہاں پر Allocated fund جو ہے وہ 8127 ملین ہے اور Released fund جو ہے وہ 3799 ہے۔ سر، اس طرح ہے کہ یہ کہیں بھی نہیں ہوتا کہ جتنا Allocated fund ہوتا ہے، اسی کے Against ایک Financial year میں Hundred percent release ہو۔ اور دوسری بات Lapse کی ہے، ڈیپارٹمنٹ نے اس لئے لکھا ہے کہ Lapsed fund نہیں ہے کیونکہ Lapse اس کو کہتے ہیں، اگر ریلیز ہو اور 30 جون تک وہ Executing agency یا ڈیپارٹمنٹ اس کو Execute نہ کرے، اسی Released fund کو، Allocated fund کو بلکہ Released fund کو اگر اسی ٹائم لائن تک اسی Financial year میں Utilize نہ کرے تو اس کو Lapsed کہتے ہیں، یہ فنڈز جتنے بھی ریلیز ہوئے ہیں، یہ Utilize ہو چکے ہیں۔ باقی عدنان صاحب کے کوسچن کی بات رہ گئی، اگر وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں، مزید ڈیٹیل چاہتے ہیں تو جس طرح آپ کی مرضی، اگر ریفر کرنا چاہتے ہیں تو۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ پہ چھوڑا ہے۔

وزیر قانون: ریفر کر دیں، اگر Particular کسی اے ڈی پی نمبر پہ جس طرح انہوں نے Quote کیا، اس کے اوپر ان کی Reservations ہیں تو اس کو کر دیں۔ اچھا، پراونشل فنانس کمیشن کا جو کنڈی صاحب نے کہا تھا۔۔۔۔

Mr. Speaker: It is the desire of the House that the Question No. 797 may be referred to the Standing Committee concerned? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Question is referred to the Standing Committee concerned.

اچھا، یہ دو بلز ان کے لے لوں، یہ اتنا پیارا منسٹر ہمارا بیٹھا ہوا ہے، یہ بزنس رہ جائے گا، آپ دو منٹ کے لئے اگر اجازت دیں تو:

ترمیمی مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا ٹریڈ ٹسٹنگ بورڈ مجریہ 2025ء کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8. 'Introduction of Bill': The Special Assistant to Chief Minister for Technical Education, to please introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Trade Testing Board (Amendment) Bill, 2025, in the House. Honourable Tufail Anjum Sahib.

Mr. Tufail Anjum (Special Assistant for Technical Education): Thank you, Mr. Speaker. I intend to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Trade Testing Board (Amendment) Bill, 2025, in the House, please.

Mr. Speaker: The Bill stands introduced.

جناب جلال خان: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بیٹھ جائیں نا، ذرا صبر کر لیں نا۔

جناب جلال خان: یہ اسی کے بارے میں، یہ Sub judice ہے، یہ بہت Duplication ہو رہی ہے، میرے خیال میں آپ یہ چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: ابھی یہ Introduce ہوا ہے، اس پر پھر بات کر لیں گے نا، جب اس پہ آئے گا تو۔

ترمیمی مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا معلومات تک رسائی مجریہ 2025ء کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 9. 'Consideration of Bill': The Minister for Law, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be taken into consideration at once. The Minister for Law, please.

Mr. Aftab Alam Afridi (Minister for Law): Thank you, Mr. Speaker. I intend to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion is: that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes'.

(Yes / No کی آواز نہیں آ رہی ہے)

جناب سپیکر: اوہ، بولو توسہی یار، پتہ تو لگے نا۔
And those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it.

ذرا سوچ کے لینا پڑ رہا ہے نا سر، سر، یہ ذرا لے لیں Consideration، وہ اس پہ آگیا ہے۔

Clauses 1 & 2 of the Bill: Since, no amendment has been proposed by any honourable Member in clauses 1 & 2 of the Bill, therefore, the question before the House is that clauses 1& 2 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clauses 1 & 2 stand part of the Bill. Amendment in Clause 3 of the Bill: Mr. Ahmad Kundi, MPA, to please move his amendment in clause 3 of the Bill. Mr. Ahmad Kundi, MPA, please.

Mr. Ahmad Kundi: Thank you, Sir. I beg to move that in clause 3, in the proposed new sub-clause (4), for the expression “in the discharge for his functions”, the expressions “in discharging of his functions” may be substituted.

وزیر قانون: سر، اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر یہ اس طرح Expression ہو جائے Clause 3 کا، Sub-clause (4). “The head of the public body shall facilitate the Public Information Officer in the discharge” ہے، ‘The’ یہاں پہ نہیں آتا، “in discharge for his functions under this Act” کی جگہ “of his functions under this Act”، تو میرے خیال میں اس طرح ٹھیک رہے گا۔۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

وزیر قانون: نہیں، اس طرح آجائے گا کہ The head of the public body shall facilitate the Public Information Officer in discharge of his functions under this Act، اس طرح ہو جائے گا۔۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

وزیر قانون: ہاں جی، اس میں کنڈی صاحب نے جو Propose کیا ہے، وہ یہ ہے کہ “in the discharge for his functions” کی جگہ “in the discharging of his

"functions"، تو اصل میں Discharge ہوتا ہے، لاء میں آپ کہیں بھی دیکھ لیں، Discharging
نہیں آتا نا، تو یہ ٹھیک رہے گا، یہ اسی میں 'The' ہٹادیں، Discharge سے پہلے 'The' ہٹادیں، "for
his functions" کی جگہ "of his functions" ہو جائے گا۔

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

وزیر قانون: ہاں وہی نا، Discharge of his functions ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اسے سپورٹ کرتے ہیں؟

وزیر قانون: سر، وہ Discharging کی جگہ Discharge آئے گا نا۔

جناب سپیکر: Amendment amend کر دیں، آپ اسے Rephrase کر دیں۔

Mr. Ahmad Kundi: Rephrase "in discharge of his functions".

جناب سپیکر: دوبارہ اسے۔

Mr. Ahmad Kundi: I beg to move that in clause 3, in the proposed new sub-clause (4), for the expression "in the discharging for his functions", the expression "in discharge of his functions" may be substituted.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the amendment, further amended by the honourable Member, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The amended amendment stands part of the Bill. Now, the question before the House is that the amended clause 3 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The amendment stands part of the Bill. Clause 4 of the Bill: Since, no amendment has been proposed by any honourable Member in clause 4 of the Bill, therefore, the question before the House is that clause 4 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clause 4 stands part of the Bill. Amendment in Clause 5 of the Bill: Mr. Ahmad Kundi, MPA, to please move his amendment in clause 5 of the Bill. Mr. Ahmad Kundi, MPA, please.
Mr. Ahmad Kundi: Thank you, Sir. I beg to move that in clause 5, in the proposed new sub-clause (5), after words and comma “Any person,” the word and comma “Requester,” may be inserted.

یہ Requester اس لئے ڈالا گیا ہے کہ انہوں نے خود Define کیا Requester کو، جس کا مطلب ہے، "means any citizen, legal person or an organization registered or incorporated in Pakistan who has made a request for information under this Ac” تو Any person اگر آپ کریں گے تو یہ بہت بڑا وہ Vacuum ہو جائے گا، جس نے Petition کی یا جو Appellant ہے یا جو بھی ہے، وہ جا سکتا ہے ہائی کورٹ میں، کہنے کا مقصد میرا یہ ہے نا کہ ہر کوئی بندہ، اگر آپ اس کو اجازت دیں گے تو پھر میرے خیال میں ذرا Broader prospect میں ہو جائے گا، یہ دیکھ لیں، آپ اگر اس کو Agree کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی آنریبل منسٹر۔

وزیر قانون: سر، اس میں اس طرح ہے، Any person یہاں پہ اس لئے ڈالا گیا کہ ایک جو کمیشن کا ممبر ہے، اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے، Any person means وہ پارٹی بھی ہو سکتی ہے، وہ Aggrieved person بھی ہو سکتا ہے، اس کو بھی Right ہے کہ وہ ہائی کورٹ کو اپیل کرے، اس وجہ سے Any person یہاں پہ ڈالا گیا ہے، ڈیپارٹمنٹ یا کمپنی یہ سارا کچھ یہاں پہ آگیا ہے۔

Mr. Ahmad Kundi: Withdrawn.
Mr. Speaker: Now, the question before the House is that the original clause 5 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The original clause 5 stands part of the Bill. Clause 6 of the Bill: Since, no amendment has been proposed by any honourable Member in clause 6 of the Bill, therefore, the question before the House is that clause 6 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clause 6 stands part of the Bill. Preamble and long title also stand part of the Bill.

ترمیمی مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا معلومات تک رسائی مجریہ 2025ء کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: ‘Passage Stage’: Minister for Law, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be passed.

Minister for Law: Thank you, Mr. Speaker. I intend to move that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Right to Information (Amendment) Bill, 2025 may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The Bill is passed.

اچھا، داؤد آفریدی صاحب، ارباب صاحب، اس طرح ہے، ایک داؤد آفریدی صاحب نے پچھلے اس میں دیا تھا، وہ ہم سے رہ گیا تھا، جرما کے اوپر یہ بات کرنا چاہ رہے تھے، آنریبل منسٹر ریوینو بھی بیٹھے ہوئے ہیں، مشتاق غنی صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

غیر فہرست شدہ امور پر بحث

جناب داؤد شاہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ تھینک یو۔ اچھا، ریونیو منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، کئی بار ہم نے کوئسچن وغیرہ اس اسمبلی میں Raise کیا ہے تو 2011ء سے لیکر 2018ء تک جو مالکانہ حقوق ہمیں مل چکے ہیں، اے این پی کی گورنمنٹ میں، تو وہ لوگ ہمیں طعنے دیتے ہیں کہ اے این پی گورنمنٹ نے ہمیں زمین دی، آپ پاکستان تحریک انصاف کی گورنمنٹ وہ زمینیں ہم سے واپس لیتے ہیں، سر، اس طرح ہے کہ سپریم کورٹ کی ایک Judgment بھی ہے، اس حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ Promise اگر کرلیں تو وہ اس کو واپس نہیں کر سکتے ہیں، کچھ Example میں دے دیتا ہوں کہ If a government official makes a promise that gives someone a right, the official cannot act in a way that harms the person’s right، اچھا، اس حوالے سے سپریم کورٹ کی Clear cut directions ہیں "As per the judgment, the Supreme Court ruled that once a party acts upon a promise, the government cannot cancel the allotment." زمین کے حوالے،

سے سپریم کورٹ کی Clear cut judgment ہے، منسٹر صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ انہوں نے کافی وعدے کئے ہیں، میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ وعدہ کب ایفاء ہو گا؟

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر صاحب، آپ نے جو وعدے کئے ہیں، اس کے ایفاء کا وقت آ گیا ہے، آپ ذرا اس کو Clarify کریں۔

جناب نذیر احمد عباسی (وزیر مال واملاک): شکریہ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ 2011ء میں اے این پی کی حکومت میں یہ مالکانہ حقوق دینے کی بات اناؤنس ہوئی لیکن صوبے میں جیسا کہ انہوں نے ایک دو فیصلے بھی بتائے کہ سپریم کورٹ نے کئے ہوئے ہیں لیکن قانون ہی نہیں ہے کہ کسی کو مالکانہ حقوق پہ زمین دے سکیں، ابھی اس پہ میں، اگر آپ اجازت دیں تو میں بات۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو Clarify کرنے دیں، آج آپ کی پوری بات سنیں گے۔

وزیر مال واملاک: میں دیتا ہوں، آپ آرام سے کر لیں، میں جواب دیتا ہوں، ہم اس پہ ابھی جو ہیں، جیسا کہ ہماری بہت سے چیزوں پہ قانون سازی ہو رہی ہے، سٹیٹ لینڈ جو ہے، اس کو مالکانہ حقوق پہ دینے کی کوئی Provision قانون میں موجود ہی نہیں ہے، اس پہ کیبینٹ میں بھی بات ہوئی ہے، ان کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ 2011ء میں اے این پی کی حکومت نے اعلان بھی کیا، نہ صرف اعلان کیا بلکہ کچھ انتقالات بھی ہو گئے، پیسے بھی لوگوں کے جمع ہو گئے جو کہ میری نظر میں یہ غلط پریکٹس ہوئی ہے، اب ہماری حکومت اس پہ دیکھ رہی ہے کہ ہم اس پہ قانون سازی کریں تاکہ قانون کے ذریعے جو بھی وعدہ کیا گیا ہے یا جو بھی کرنا ہے تو وہ ایک قانون کے تابع ہو، جب قانون نہیں ہے، کورٹس تب آپ کو Bound کرتی ہیں کہ قانون موجود ہو، جب سرے سے قانون ہی موجود نہیں، Even کہ ہمارے پاس لیز کا بھی کوئی واضح قانون موجود نہیں ہے، اس پہ کام ہو رہا ہے، ہم ان شاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان کی جو بات ہے، بلکہ Genuine بات ہے، یہ اپنے حلقے کی نمائندگی بھی کر رہے ہیں، سچی بات ہے، ان کو تھوڑا سا پبلک میں ان کے اوپر پریشر بھی ہو گا لیکن بالکل ہم اس پہ Already کام کر رہے ہیں، قانون کی تیاری ہو رہی ہے، یہ بڑا کام ہے، میرے خیال میں آپ کو تھوڑا سا Wait کرنا پڑے گا، قانون بن جاتا ہے، اس کے بعد آپ کا جو مطالبہ ہے، یہ بالکل جائز ہے۔

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر صاحب، میری اس پہ آپ سے ایک Query ہے، 2011ء کا واقعہ ہے، آج 2025ء ہے، کیا آپ کا ڈیپارٹمنٹ اس کے قابل نہیں کہ اتنے طویل عرصے میں اس کا کوئی حل نکال سکے

اور جن لوگوں کی ساتھ جو بھی گورنمنٹ تھی، جب اس نے ان سے کمٹمنٹ کی، اس کو پاس کیا، ان کو انتقالات دے دیئے جن کو آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ Valid نہیں، کچھ Valid ہیں۔

وزیر مال واملاک: اپنی بات کو دہرا دیتا ہوں، آپ مالکانہ حقوق پہ زمین، سٹیٹ لینڈ جو ہے وہ کسی کو نہیں دے سکتے، یہ قانون سرے سے موجود ہی نہیں، چاہے وہ 2011ء میں ہوا ہے یا 2013ء میں، ابھی اس دفعہ یہ ہوا ہے کہ ہم کام کررہے ہیں، ہم نے اگر کوئی جو سٹیٹ لینڈ ہے، اس کی لیز دینی ہے یا دیگر جو طریقے ہیں، اس کے لئے قانون ہوگا جو یہ اسمبلی پاس کرے گی۔

جناب سپیکر: لیز کے قوانین تو پہلے سے موجود ہیں، آپ کے ہر ڈیپارٹمنٹ نے Leasing کی ہوئی ہے، پورے صوبے کے اندر۔

وزیر مال واملاک: جی۔

جناب سپیکر: پورے صوبے کے اندر آپ کا ڈیپارٹمنٹ Leasing کر رہا ہے، ٹورازم والے کر رہے ہیں، جنگلات والے کر رہے ہیں، اریگیشن والے کر رہے ہیں، پبلک ہیلتھ والے کر رہے ہیں، کونسا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جس نے صوبے کے اندر آج تک Leasing نہیں کی ہوئی ہے؟

وزیر مال: سر، لیز اور مالکانہ حقوق دو الگ چیزیں ہیں، یہ مالکانہ حقوق کی بات ہو رہی ہے، لیز کی بات نہیں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا مائیک On کریں بھئی، داؤد شاہ کا۔

جناب داؤد شاہ: سر، وہ اگر کہہ رہے ہیں کہ قانون ابھی تک اس کا نہیں بنا تو قانون کے لئے اسمبلی فورم موجود ہے، اگر 'پراپر فورم' موجود ہے تو قانون سازی کے لئے کوئی باہر سے لوگ نہیں آسکتے، منسٹر صاحب سے میری التجاء ہے کہ آپ قانون سازی کے لئے کیبینٹ سے Approval لے لیں، جیسا کہ بعض چیزوں میں ہماری Midnight approval آتی ہے تو کم از کم اس کے لئے کیبنٹ کی لیجسلیشن کے لئے Proper approval لے لیں تاکہ قانون سازی ہاؤس سر، پاس کرے گا، Already ہاؤس والے، Excuse me, Sir کروڑوں روپے لوگوں سے لیے گئے ہیں انتقالات کی مد میں، لوگوں کے ساتھ-----

جناب سپیکر: سر، یہ دیکھ لیں، آنریبل منسٹر ریوینو اینڈ اسٹیٹ! آپ بڑے صاحب درد آدمی ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی سربراہی میں اس چیز کو ٹھیک ہونا چاہیئے۔ لوگوں میں سے کوئی فوت ہوگئے ہوں

گے جنھوں نے پیسے دیئے ہیں، ان کی اولادیں ہوں گی، کسی کے بچے ہوں گے، کسی کی بچیاں ہوں گی، دیکھیں گورنمنٹ آپ کی جب وعدہ کرتی ہے، اور لوگوں کو کنٹریکٹ دے دیتی ہے اور انتقالات بھی ہو جاتے ہیں لوگوں کے لئے، تو وہ بات سچ ہو گئی، لوگوں کو یہ نہیں پتہ کہ گورنمنٹ نے از خود کوئی کام ٹھیک کیا یا غلط کیا ہے؟ لوگ تو ظاہر کو دیکھ رہے ہیں۔ اب یہ ایشو بڑا Spark کر رہا ہے جی، لوگوں کے ساتھ میں سمجھتا ہوں بڑا ظلم ہے، بڑی زیادتی ہے اور یہ کوئی اتنی لمبی کہانی بھی نہیں ہے کہ آپ کے اداروں کو بیٹھ کر کوئی سالہا سال اس پہ عرق ریزی کرنی پڑے، اس کے لئے بالکل وہ اگر آپ مالکانہ حقوق پہ نہیں دے سکتے، ویسے تو گاڑیاں بھی یہ حکومت مالکانہ حقوق پہ بیچتی ہی ہے نا، یہ ساری Scrap کر کے، تو کم از کم لیز پہ ان کے لئے کچھ کر دیں۔

<u>جناب داؤد شاہ:</u> ان کے پاس پاور ہے، ہمارے پاس صوبائی حکومت۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> پاور ہے تو آپ ایسا کوئی Quote کر دیں، اس میں جو آپ نے دیا ہے، اس میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔

<u>جناب داؤد شاہ:</u> Proper اس کے لئے لیجسلیشن ہو سکتی ہے، اگر قانون سازی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> سر، اس کو دیکھیں ذرا۔

<u>وزیر مال واملاک:</u> میں تھوڑا سا اپنے بھائی کا درد تو سمجھ سکتا ہوں لیکن وہ میرا درد بھی سمجھیں، اس سے پہلے کوئی قانون موجود نہیں ہے، جیسا کہ ابھی ہم نے آپ کو، جناب سپیکر، آپ کی توجہ چاہیئے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میں یہی کہہ رہا ہوں۔

<u>وزیر مال واملاک:</u> ہمارے پاس کوئی واضح لیز، لوکل گورنمنٹ کے لئے لیتی ہے، یہ ایک کمیٹی بنی، وزیر قانون صاحب چلے گئے، اس میں وہ تھے، میرے ساتھ انڈسٹری والے وزیر بھی تھے، وہ جو لیز تھی، یہ اب باقی ہم لوگوں نے ملکر لوکل گورنمنٹ کو ایک Proper lease دی ہے اور اس کا طریقہ کار دیا ہے کہ کیسے لیز دینی ہے؟ اس کو Transit، جو کہ سچی بات ہے کہ پہلے سے وہ ساری چیزیں موجود نہیں تھیں، خود آپ کی اسمبلی جو ہے، وہ اسی طرح ہی تھا کہ جو آپ نے بھی Attempt کیا، اس کو کسی ایک ایکٹ کے نیچے لائے بغیر، آپ تو رولز پہ چل رہے تھے، تو یہ کمیاں موجود ہیں، اس سے ہم نظر نہیں چرا رہے ہیں، ابھی جو معاملہ ہے، صرف ان کا معاملہ نہیں ہے، KP میں لاکھوں ایکڑز مین ہے جس پہ لوگوں نے گھر بنا لئے ہیں، جن پہ لوگوں نے Commercial activities کر دی ہیں، یہ سٹیٹ لینڈ ہے، ہم اس کا ڈیٹا

بھی اکٹھا کر رہے ہیں اور اس کا ایک باقاعدہ طریقہ کار کرہے، یہ زمینیں ان لوگوں کے پاس پہلے سے موجود ہیں، قبضے بھی ان کے ہیں، ایسا ہی ہے ناجناب، لوگوں کے گھر بنے ہوئے ہیں، ہمیں تو کچھ نہیں مل رہا، حکومت کو کچھ بھی نہیں مل رہا، یہ ہم چاہ رہے ہیں کہ ایسا میکینزم ہو ان زمینوں کو، چاہے ایگریکلچر لینڈ ہے، دیکھیں آپ جب بات کرتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ والے لیز دیتے ہیں، ان کا اپنا طریقہ کار ہے، اوقاف والے اپنے طریقے سے دیتے ہیں، ٹورازم والے اپنے طریقے سے دیتے ہیں، جب سٹیٹ لینڈ آپ دیں گے، اس میں ایگریکلچر لینڈ بھی ہے، اس میں لوگوں کی پوری پوری آبادیاں اور گاؤں سٹیٹ لینڈ پہ بنے ہوئے ہیں، تو اس کے لئے ہم Already کام کر رہے ہیں، کیبینٹ میں بھی میرے فاضل دوست کی جو بات ہے، یہ مقدمہ وہاں پہ بھی گیا ہے اور ان شاء اللہ اس پہ ہم کام کر رہے ہیں اور کوشش کریں گے کہ جلد از جلد یہ تکمیل کو پہنچے، پھر اس کے بعد، جب تک قانون نہیں ہوگا، وہ جو پریکٹس ہوئی ہے، وہ ایگزیکٹیو آرڈر ز تھے کہ یہ کر دو وہ کر دو، یہ کر دو لیکن اس کے پیچھے قانون نہیں ہے، اگر قانون اس کو Protection دیتا تو لوگوں کو گورنمنٹ کی منت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ تو کورٹ میں جاتے اور اپنا Right لے لیتے۔ چونکہ قانون نہیں ہے اور اس وقت کی حکومت نے جو وعدہ کیا تھا، وہ بالکل جو میرا بھائی کہہ رہا ہے، یہ بالکل ہونا چاہیئے، ہم اس بات کے حق میں ہیں، زمینیں بھی وہ لوگ صدیوں سے استعمال کر رہے ہیں، تو ہمیں گورنمنٹ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ہم چارہے ہیں کہ ایک میکینزم کے تحت ہو، جو ایک قانون کے تحت ہو تاکہ ان لوگوں کے لئے مشکلات نہ ہوں اور باقی جو زمینیں اس طرح کی بے شمار زمینیں ہیں، بے شمار علاقے ہیں، ان کا بھی ہم Proper استعمال کر سکیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرا خیال ہے کافی Clarity سے بات ہو گئی ہے۔

<u>جناب داؤد شاہ:</u> ایک منٹ سر۔ سر، یہ کہتا ہے کہ قانون نہیں ہے، مجھ سے جو پیسے لیے گئے ہیں، جو انتقالات وغیرہ ہوئے ہیں، اگر غلط ہوئے ہیں یا صحیح ہوئے ہیں، تو صحیح کرنا تو ہمارا کام ہے، کہ اسمبلی میں اگر ہم بیٹھیں ہوئے ہیں، صحیح کرنا تو ہمارا کام ہے، اگر 2011 سے 2018 تک لوگوں سے کروڑوں روپے لیے گئے ہیں، لے کر گئے ہیں اور ان کو انتقالات وغیرہ بھی ہو چکے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ ہم اس کو Reverse کرتے ہیں، لیز پہ دے دیتے ہیں، گورنمنٹ کے پاس اختیار ہے کہ وہ Proper legislation کر لے سر، وہ سر، کہتا ہے کہ ہمارے پاس مطلب ہے قانون ہے، تو قانون کوئی دوسرے لوگ تو باہر سے نہیں آ سکتے، قانون تو اسی اسمبلی نے بنانے ہیں سر، سمری موو کر لیں Proper تاکہ

کیبینٹ سے اسے، یہ کیس تھوڑا سا Different ہے کیونکہ پورے خیبر پختونخوا میں صرف اور صرف جرما کے عوام کو زمین مل چکی اور وہ بھی مفت میں نہیں سر، پیسوں پہ ان کو زمین مل چکی ہے اور لوگ ہمیں طعنے دیتے ہیں کہ اے این پی کی گورنمنٹ نے اتنا مارکہ مارا تھا اور آپ کی پی ٹی آئی گورنمنٹ آپ سے ہم سے وہ زمینیں واپس لے رہی ہے، So, it is also embarrassing situation for us.

<u>جناب سپیکر</u>: .Okay ٹھیک ہے، بس آنریبل منسٹر، Kindly دیکھ لیں۔

<u>وزیر مال واملاک</u>: جناب سپیکر صاحب، کیونکہ وہ مارکہ نہیں تھا، میں ایسی کوئی بات نہیں کہنا چاہتا جس سے کسی کی دل آزاری ہو، آپ کسی کو Cheat کر رہے تھے، اس وقت کی حکومت نے Cheat کیا ہے، قانون نہیں تھا تو ان لوگوں سے پیسے لینا، انتقالات کی فیسیں لینا اور یہ سب کرنا غلط ہوا ہے۔ ابھی میرا جو بھائی کہہ رہا ہے، قانون، یہ کوئی امنڈمنٹ تو ہے نہیں کہ ہم لے کر ایک چھوٹی سی امنڈمنٹ لے آئیں، Already اس پہ کام ہو رہا ہے، ایس ایم بی آر صاحب اور ایک ٹیم لگی ہوئی ہے اور دیگر لاء والوں سے بھی ہم لے رہے ہیں تاکہ ایک قانون بن جائے۔ جو ان کا مسئلہ ہے، اس کو میں بالکل سپورٹ کرتا ہوں، ان کی بات بھی جائز ہے لیکن یہ کہہ دینا کہ انہوں نے بڑا مارکہ مارا تھا، ایک چیز وہ دے نہیں سکتے جو ان کا اختیار نہیں تھا، انہوں نے غلط پریکٹس کی ہے، ایک طرح سے لوگوں کے ساتھ اس وقت زیادتی ہوئی ہے۔

<u>جناب داؤد شاہ</u>: اختیار نہیں تھا تو پی ٹی آئی کی گورنمنٹ تھی۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: سر، پیسے لے لیے اور آپ نے سرکاری خزانے میں انتقالات دے دیئے تو پھر کیسے غلط ہو گیا؟

<u>وزیر مال واملاک</u>: سر، وہ انتقالات ایک ایگزیکٹیو آرڈر ہوتے ہیں، سی ایم صاحب اگر کہتے ہیں کوئی چیز تو وہ چیزیں پریکٹس ہو جاتی ہیں لیکن وہ روک دیئے گئے ہیں، آپ کا قانون ہی نہیں ہے، جب قانون ہی نہیں، ہم اسی کی طرف جا رہے ہیں، ہم ان چیزوں میں قانون سازی کر لیں تاکہ ان کو دے سکیں، قانون بنانے جا رہے ہیں ہم، ایسا نہیں ہے کہ ہم اس میں رکے ہوئے ہیں، پچھلے چھ سات مہینوں سے اس پہ کام ہو رہا ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: ان کے جرما کے لوگوں کے Rights reserved رہیں گے۔

<u>وزیر مال واملاک</u>: سر، ان کی بات پہ کوئی دوسرا وہ نہیں ہے، جو یہ باتیں کہہ رہے ہیں، ان کو میں غلط نہیں کہہ رہا لیکن غلط پریکٹس ہوئی ہے، ایک غلطی پہ ایک اور غلطی ہم کریں گے، ایک قانون بنا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی باتیں ہوئیں اس پہ، داؤد شاہ صاحب۔
جناب داؤد شاہ: ایک منٹ سر، اچھا، اس طرح کہتا ہے کہ اے این پی کی گورنمنٹ نے غلط کام کیا ہے، چلو میں مانتا ہوں، اب پھر تو 2013ء سے 2018ء تک تو پی ٹی آئی کی گورنمنٹ تھی، ہم اس کو بھی پھر غلط کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہوا ہے، میں کہتا ہوں کہ ہمارا جو ایشو ہے، اس کو Resolve کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ ہم اس کو Resolve کریں کیونکہ Already اس پہ آٹھ نو مہینے بحث ہو چکی ہے، آٹھ نو مہینوں میں تو کوئی Proper legislation تو ہو سکتی ہے نا۔
وزیر مال واملاک: گورنمنٹ نے کوشش کی ہے، ابھی تک وہ معاملہ لٹکا ہوا ہے، اس میں پی ٹی آئی کی حکومت 2013ء میں تھی یا 2018ء میں تھی یا اب ہے، اس میں زمین دینے میں ان کا کوئی Role نہیں ہے۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: داؤد شاہ! بیٹھ جاؤ تم۔
وزیر مال واملاک: لیکن ابھی اس کا طریقہ یہی ہے کہ قانون سازی ہو جائے۔ میرے بھائی کی جو بات ہے، بالکل وہ ٹھیک بات کر رہے ہیں کہ لوگوں سے حکومت نے کہا ہے، بیشک وہ اے این پی کی حکومت تھی، غلط Exercise ہوئی، غلط پریکٹس ہوئی، انہوں نے کس قانون کے تحت کیا؟ اگر کوئی یہ بتا سکے کہ کسی قانون کے تحت ہم، چاہے حکومت ہے یا کوئی ایوان ہے، کسی حکومت کے تابع یا کسی قانون کے تابع ہیں نا، یہ بادشاہ سلامت تو ہم نہیں کہ کسی کو یہ لے لو اور یہ لے لو، اس کے لئے ضروری ہے کہ جو آپ نے بات کی، بالکل اس کو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ چیزیں تھوڑی Slow ہیں تو ہم ان کو اور تیز کر رہے ہیں، آپ گاہے بگاہے کرتے ہیں اور آگاہ بھی کرتے رہیں گے۔
جناب سپیکر: Thank you very much for your deliberation آپ نے بڑے اچھے طریقے سے۔
ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔
جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں بھائی جان! بس بہت بات ہو گئی، بس یہ کریں، کچھ نہ کچھ کریں گے، نہیں، اس لئے دیا ہے کہ عام جرما کی General public کا معاملہ تھا، یہاں خواص کا معاملہ ہوتا تو راتوں رات کام ہو جاتے، بیچارے 2011ء سے ٹنگے ہوئے ہیں۔ جی آنریبل مشتاق غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: تھینک یو جناب سپیکر، میں نے تین چار مہینے پہلے یہاں پہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کال اٹینشن پیش کیا تھا، منسٹر صاحب نے غور کرنے کی یقین دہانی کروائی تھی، قصہ یوں ہے کہ یہ It's a very important، یہ عمران خان کا ویژن تھا، اس کے مطابق ایک پراجیکٹ شروع ہوا تھا، صوبے میں ICT (Information and Communication Technologies) کا، ایگریکلچر ٹرانسپورٹیشن پراجیکٹ جس کے لئے 2000 ملین مخصوص کئے گئے، ابھی تک 350 ملین اس میں خرچ ہوئے ہیں اور پراجیکٹ کے اصل مقاصد بھی پورے نہیں ہوئے تھے، 1650 ملین رقم بھی واپس اکاؤنٹ میں پڑی ہوئی ہے، اس سکیم کو اے ڈی پی سے اڑا دیا گیا، ختم کر دیا گیا، اس سال میں اب 180 کے قریب PID Scholars وہ روزادھر اسمبلی کے پاس آتے ہیں، منسٹر صاحب نے ان کو یقین دہانی کروائی تھی لیکن وزیراعلیٰ نے بھی منسٹر صاحب کی طرف سے لکھ دیا کہ بھئی! اس مسئلے پہ غور کریں گے، کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ صرف اس کال اٹنشن کو کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ اس میں منسٹر صاحب بھی ہو گا، ہم سارے بیٹھ کر اس پہ غور کر لیں گے، اگر یہ Possible ہے تو اس کو ہم کر دیں گے، گورنمنٹ کو ہدایت، نہ ہوئی تو ڈراپ ہو جائے گا لیکن وہ 180 لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں، یہ نہ ہو کہ ابھی پراجیکٹ جو روک دیا گیا، جون میں نئی اے ڈی پی میں ڈال کر نئے لوگوں کو Recruit کر لیا جائے جو صوبے کے 180 لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں، کسانوں کو جو پیسے ملنے تھے، وہ بھی سندھ اور پنجاب میں یہ بڑی کامیابی سے پراجیکٹ ابھی بھی چل رہا ہے، I request your good self to refer this question to the concern Standing Committee جہاں پہ اس کے اوپر Detailed deliberation ہو جائے، تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی آنریبل منسٹر، کون ریسپانڈ کرے گا، کوئی منسٹرز میں سے کوئی ریسپانڈ کرتا ہے؟

Mr. Mushtaq Ahmad Ghani: He is Chairman of Standing Committee on Agriculture.

جناب سپیکر: گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ریسپانڈ کرے تو میں آگے بات کروں، عبدالکریم صاحب کا مائیک On کریں، عبدالکریم خان کا مائیک On کریں بھائی۔

جناب عبدالکریم (معاون خصوصی صنعت و حرفت): شکریہ جناب سپیکر صاحب، ٹھیک ہے، کمیٹی بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیں، Agree.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اسی طرح ایجنڈے پہ نہیں ہے، بس یہ ہم نے۔

جناب محمد عبدالسلام: سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر دیں۔

جناب سپیکر: ریفر ہو سکتا ہے؟ ٹھیک ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

Is it the desire of the House that the matter, raised by the honourable Member Mushtaq Ahmad Ghani Sahib, be referred to the Standing Committee concerned? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The matter is referred to the Standing Committee concerned. میاں شرافت علی صاحب، رولز ریلکس کرالیں۔

Mr. Sharafat Ali: Thank you, Mr. Speaker. Mr. Speaker, I wish to move that-----

جناب سپیکر: ریزولیوشن کیا ہے۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

Mr. Sharafat Ali: The rule 124 under rule 240 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988 may be suspended and allow me to move resolution, in the House.

جناب سپیکر: یہ ریلکس کر لیں، پھر اس پہ بات کر لیتے ہیں۔

جناب احمد کنڈی: بات یہ ہے کہ یہ جو ریزولیوشن آتی ہے، اس کی ایک ہارڈ کاپی ہمیں بھی دی جائے تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر ہم اس میں کچھ Add کرنا چاہیں۔

جناب سپیکر: بات ان کی ٹھیک ہے، Justified ہے۔

The motion before the House is that the rule 124 may be suspended under rule 240 and allow the honourable Member to move the resolution? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The rule is suspended.

اچھا کنڈی صاحب، بالکل آپ کی صائب بات ہے، میاں سریر صاحب، Make it sure، آئندہ کی جو ریزولیوشنز ہیں، ان کی کاپیز آنریبل ممبرز تک پہنچیں تاکہ ان کو پتہ ہو، اس میں کوئی Input کرنا چاہتے ہوں، اس کے ساتھ مزید وہ کچھ کرنا چاہتے ہوں، بعض ریزولیوشن ایسی ہوتی ہیں جو زیادہ بہتر ہوتی ہیں، پورے ہاؤس کی طرف سے اگر ہوں تو آپ پیش کریں، اس کو آگے دیکھ لیتے ہیں۔

قراردادیں

<u>جناب شرافت علی:</u> جناب سپیکر، یہ قرارداد ہے جو میاں شرافت علی، تاج محمد خان، اکرام اللہ غازی، انور خان، داؤد شاہ آفریدی، عبدالکبیر خان، زبیر خان، اعظم خان، انور زیب خان، ڈاکٹر حمید الرحمان، ملک محبوب شیر، اکبر ایوب خان، شیر علی آفریدی، محمد عبدالسلام، سجاد اللہ خان، اکٹھے یہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ایوان اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا گزشتہ کئی دہائیوں سے دہشت گردی کا شکار رہا ہے، اس دوران ہزاروں معصوم شہریوں اور پولیس اہلکاروں نے جان کا نذرانہ پیش کیا ہے جبکہ صوبے کے عوام کا حال اس ناسور سے نجات کا متمنی ہے۔ دہشت گردی کے جاری واقعات سے عوام کی جان و مال کو مسلسل خطرے میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں حکومت پاکستان کی افغانستان سے متعلقہ پالیسی مؤثر ثابت نہ ہو سکی بلکہ اس کے نتیجے میں صرف دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے، بلکہ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان تعلقات میں بھی بگاڑ پیدا ہوا ہے، باہمی نفرت کو فروغ اور تجارت کے متاثر ہونے، امن وامان کے بگاڑ نے صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اس تناظر میں دونوں برادر ممالک کے درمیان اعتماد کی بحالی اور خطے میں دیرپا امن کے قیام کے لئے فوری اور ٹھوس اقدامات ناگزیر ہو چکے ہیں۔

لہذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ افغانستان سے متعلق موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور اسے فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ سفارش بھی کی جاتی ہے کہ صوبائی حکومت خیبر پختونخوا کو بااختیار بنایا جائے کہ وہ افغانستان کے ساتھ براہ راست اور بامعنی مذاکرات کے ذریعے تمام مسائل کے پائیدار حل کے لئے مؤثر کردار ادا کرے تاکہ خطے میں دیرپا امن اور خوشحالی کو یقینی بنایا جا سکے۔

<u>Mr. Speaker:</u> Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

<u>جناب جلال خان:</u> جناب سپیکر،۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> کریں، قراردادیں پیش ہونے دیں نا، آپ نے کوئی قرارداد پیش کرنی ہے؟

جناب جلال خان: جی نہیں۔

جناب سپیکر: جی میاں شرافت علی صاحب۔

جناب شرافت علی: قرارداد ہر گاہ کہ وفاقی حکومت نے ملک میں مقیم افغان مہاجرین کے لئے وطن واپسی کی ایک حتمی تاریخ مقرر کی ہے، اگرچہ مہاجرین کی وطن واپسی ایک اہم معاملہ ہے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ افراد کئی دہائیوں سے پاکستان میں مقیم ہیں۔یہاں انہوں نے نہ صرف اپنا رہن سہن قائم کیا ہے بلکہ کاروبار، تعلیم اور دیگر معاشرتی نظاموں میں بھی ضم ہو چکے ہیں۔ایسی صورتحال میں اچانک ملک بدری نہ صرف ان کے لئے عملی مشکلات پیدا کرے گی بلکہ ان کے دلوں میں احساس محرومی، بے چینی، بداعتمادی بھی جنم لے سکتی ہے۔یہ صورتحال دونوں ممالک کے درمیان موجودہ برادرانہ تعلقات پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔

لہذا یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ افغان مہاجرین کی واپسی کے لئے مقرر کردہ حتمی مدت میں مناسب توسیع کی جائے تاکہ انہیں باعزت، منظم اور رضاکارانہ طور پر وطن واپسی کا موقع مل سکے اور مہاجرین کو اپنا ساز و سامان ضروری اشیاء ساتھ لے جانے کی اجازت دی جاسکے۔اس اقدام سے دونوں ممالک کے عوام کے درمیان موجودہ دیرینہ بھائی چارہ،اعتماد اور ہم آہنگی کی فضا مستحکم ہو گی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Janab Hameed ur Rahman Sahib.

جناب عبیدالرحمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ میں نے حمیدالرحمان کہا تو عبیدالرحمان کھڑے ہو گئے، چلیں آپ بولیں، آپ کی بھی ریزولیوشن ہے، حمید پہلے پیش کرلے نا، اس کا۔

جناب حمیدالرحمان: جی یہ ریزولیوشن ہے Regarding the regularization of health employees in ex-FATA.

ہر گاہ کہ حکومت نے سال 2020-21ء میں ضم اضلاع کے لئے ایک اے آئی پی سکیم نمبر 195, 161, 162, 163 اور 164 اے ڈی پی کے تحت سابقہ فاٹا میں سٹاف کی کمی پوری کرنے کے لئے

اسپیشلسٹ، میڈیکل آفیسرز، ایمرجنسی میڈیکل آفیسرز، نرسز اور پیرا میڈیکس بھرتی کئے تھے۔ مذکورہ سٹاف چار سال سے اپنی ڈیوٹی ایمانداری اور محنت کے ساتھ سر انجام دے رہا ہے، پبلک نے کافی ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ چار سال گزرنے کے بعد دیگر پراجیکٹ ملازمین کی طرح وہ ریگولرائزیشن کے منتظر ہیں، لہٰذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ مذکورہ اے آئی پی سکیم کے تحت جتنے بھی اسپیشلسٹ، میڈیکل آفیسرز، ایمرجنسی میڈیکل آفیسرز، نرسز اور پیرا میڈیکس بھرتی کئے گئے ہیں، ان کو ریگولرائز کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

یہ کتنے ان کے ایمپلائز ہونگے؟

جناب حمیدالرحمان: سر، یہ Initially ان کی ریکروٹمنٹ جو ہوئی تھی وہ تقریباً 1200 کے لگ بھگ تھی، ابھی جو رہ گئے وہ 535 ہیں۔

جناب سپیکر: 535 ۔

جناب حمیدالرحمان: جی جی۔

جناب سپیکر: عبیدالرحمان صاحب۔

جناب عبیدالرحمان: ہرگاہ کہ ضلع دیر لوئر خیبر پختونخوا کا ایک کثیر آبادی والا ضلع ہے جس کی کل آبادی تقریباً ساڑھے سولہ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں کم و بیش آٹھ لاکھ پچیس ہزار افراد موبائل فون استعمال کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہر موبائل صارف کا اوسط ماہانہ خرچہ تقریباً 270 روپے جبکہ سالانہ 3240 روپے ہے۔ اسی حساب سے دیر لوئر کے عوام ماہانہ تقریباً ساڑھے بائیس کروڑ جبکہ سالانہ دو ارب سڑسٹھ کروڑ روپے سے زائد رقم ٹیلی کام کمپنیوں کو ادا کر رہے ہیں، یہ ایک بڑی رقم ہے جو عوام اپنے محدود وسائل سے نیٹ ورک اور انٹرنیٹ کی سہولیات کے لئے خرچ کرتے ہیں، تاہم بدقسمتی سے یہ خدمات ضلع دیر لوئر میں نہایت ناقص، غیر مؤثر اور غیر تسلی بخش ہیں جس کے باعث طلباء آن لائن تعلیم، ریسرچ اور تعلیمی

مواد تک رسائی سے محروم ہیں، کاروباری، زرعی اور سرکاری سرگرمیاں متاثر ہورہی ہیں، عوام کا قیمتی وقت اور سرمایہ ضائع ہورہا ہے۔

لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ضلع دیر لوئر میں نیٹ ورک اور انٹرنیٹ خدمات کی فوری بہتری کے لئے ہنگامی اقدامات کئے جائیں، تمام بڑی ٹیلی کام کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ دیر لوئر میں جدید انفراسٹرکچر ٹاورز اور فائبر اپٹک نیٹ ورک قائم کرے، پی ٹی اے کو ہدایت دی جائے کہ وہ خدمات کے معیار کی فعال اور باقاعدہ نگرانی کرے اور ناقص کارکردگی پر جرمانے عائد کرے۔

<u>Mr. Speaker:</u> Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously. Abdul Salam Afridi Sahib.

<u>جناب محمد عبدالسلام:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، آج ایک قرارداد ایک ایسی سرزمین کے متعلق پیش کررہا ہوں جو ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے، صرف زمین کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے۔ آج فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ صرف ظلم نہیں بلکہ انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہے جس پر ہم خاموش نہیں رہ سکتے، اللہ تعالیٰ ہمیں فلسطینی بھائیوں کی مدد کرنے، ان سے ہمدردی رکھنے اور حق کے لئے کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جناب سپیکر، میں اس معزز ایوان کی توجہ غزہ اور فلسطین میں جاری۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اچھا، پہلے میں سمجھا کہ شاید آپ قرارداد پڑھ رہے ہیں مگر یہ قرارداد، میں وہی ڈھونڈ رہا تھا کدھر ہے؟ یہ جو لکھا ہوا، اچھا وہ ویسے آپ نے۔

<u>جناب محمد عبدالسلام:</u> جناب سپیکر صاحب، میں اس معزز ایوان کی توجہ غزہ اور فلسطین میں جاری اسرائیلی بربریت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے کئی مہینوں سے نہتے فلسطینی عوام جن میں معصوم بچے، خواتین اور بزرگ شامل ہیں، بدترین بمباری، قتل عام اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے شکار ہیں، یہ جنگی جرائم نہ صرف عالمی قوانین بلکہ انسانیت کے ضمیر پر بھی ایک بہت بڑا دھبہ ہے۔ بحیثیت پاکستانی اور ایک مسلمان میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ان مظالم کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور اس معزز ایوان سے

درج ذیل مطالبات پیش کرتا ہوں: نمبر ایک، فلسطینی عوام کی آزادی، خود مختاری اور آزاد ریاست کے قیام کے لئے سفارتی سطح پر آواز بلند کی جائے۔ نمبر دو، حکومت پاکستان اسلامی تعاون تنظیم او آئی سی کو فوری اجلاس بلانے کے لئے آمادہ کرے۔ نمبر تین، اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں پر زور دیا جائے کہ وہ اسرائیل کو فوری جنگ بندی پر مجبور کریں۔ نمبر چار، غزہ کے مظلوم عوام کے لئے انسانی امداد کی فوری فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ نمبر پانچ، ان تمام کمپنیوں اور مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے جو اسرائیلی مظالم کی مالی مدد کر رہی ہیں اور عوام میں اس حوالے سے آگاہی پیدا کی جائے۔

جناب سپیکر صاحب، میں اس ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرے کیونکہ ظلم پر خاموشی ظالم کا ساتھ دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کا ساتھ دینے کی توفیق دے۔ فلسطین زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it.

(مداخلت)

جناب لطف الرحمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اسی پہ بات کرتے ہیں، یہ قرارداد تو پاس ہونے دیں نا، آپ بات کر لیں، جوائنٹ کرنا چاہتے ہیں؟ ٹھیک ہے، یہ اچھی بات ہے، نہیں اس کے ساتھ جوائنٹ کر لیں، یہ بہت اچھی بات ہے، یہ سارے مسلمانوں کا مسئلہ ہے نا، سب دل گرفتہ ہیں سوائے حکومتوں کے، ٹھیک ہے۔

جناب لطف الرحمان: جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ-----

جناب سپیکر: اس کو Re-write کرتے ہیں۔

جناب احمد کنڈی: دیکھ لو، اگر ٹھیک ہو تو پھر Re-write کی کیا ضرورت ہے۔

جناب لطف الرحمان: نہیں نہیں، ٹھیک ہے، ہم اس کے اوپر سائن کر دیں گے۔

جناب احمد کنڈی: نہیں، جناب سپیکر، بات کرنے دیں۔

جناب لطف الرحمان: بات کر لوں۔

جناب سپیکر: اس طرح ہے نا، اگر آپ کا اور ان کا مؤقف ایک جیسا ہے تو آپ اس کو Re-write کر لیں، Re-write کرنے میں دو منٹ لگتے ہیں، اچھا بس ٹھیک ہے۔ جناب مولانا صاحب کا مائیک On کریں۔

ایک رکن: جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں جی، یہ اس کو دیں دے نا، بس ٹھیک ہے۔

جناب لطف الرحمان: جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ۔ مجھے سمجھ میں نہیں آرہا، اگر اس قسم کی قرارداد آتی ہے تو کم از کم ہمیں بھی وہ دکھا دیتے کہ یہ قرارداد ہم پیش کر رہے ہیں، اس سے پہلے جو دہشت گردی کے حوالے سے قرارداد پیش کی، افغانستان کے ساتھ بات چیت پر قرارداد پیش کی ہے، اس طرح نہیں ہوتا، یہ صرف پوائنٹ سکورنگ تو نہیں کرنی یا اپنی ذمہ داری کسی پر ڈالنی تو نہیں ہے، یہ تو بڑی اہم قرارداد تھی، اگر ہم بھی وہ قرارداد دیں پڑھتے، ہم بھی اس کی توثیق کرنا چاہتے ہیں، اس حوالے سے وہ ایک اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے، ہمارے پورے صوبے کا مسئلہ ہے، ہمارے امن وامان کا مسئلہ اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے، ہماری معیشت کا مسئلہ اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے، ہم بھی ان کے ساتھ اس قرارداد پہ سائن کرتے، ہم بھی اس کی توثیق کرتے، ہم بھی وہ قرارداد پڑھ لیتے۔ جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ اگر مرکزی حکومت کی افغانستان کے ساتھ بات چیت اسی حوالے سے ہو رہی ہے، چاہیے یہ کہ کسی حکومت کی طرف سے سنجیدگی سے یہ بات مرکزی حکومت کے ساتھ کی جاتی، یہ بھی اپنا Input اس میں شامل کرتے، یہ بھی ان مذاکرات میں نمائندگی کرتے، Through federal government چونکہ خارجہ امور کا مسئلہ ہے، اس میں چونکہ فیڈرل گورنمنٹ Involved ہوتی ہے، صوبائی حکومت Directly اس میں مذاکرت نہیں کر سکتی، اس کو بھی تھرو مرکزی حکومت جاکر ان مذاکرات میں شامل ہونا چاہیئے تھا، یہ بڑی اچھی بات تھی، ہمارے پورے صوبے کا سنگین مسئلہ ہے، آپ اس وقت پورے ہمارے جو سدرن ڈسٹرکٹس ہیں، ان میں جو صورتحال ہے، آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہ لوگ جب وہاں پہ رہتے ہیں، وہ سب کچھ وہی برداشت کر رہے ہیں، رات کو حکومت نام کی کوئی چیز بھی نہیں ہوتی، امن وامان کی صورتحال یہ ہے، پولیس کے جو تھانے ہیں، وہ مکمل طور پر بند ہو جاتے ہیں، رات کو حکومت پتہ نہیں کہ کن لوگوں کی ہوتی ہے، لہذا میری گزارش یہ ہے، میں ایک اور بات بھی ساتھ شامل کرنا چاہتا ہوں، ہم یہ جو ابھی قرارداد آئی ہے، اس کو پڑھ بھی لیں گے، اس پہ ہم سائن بھی کرتے ہیں، اس کی توثیق کرتے ہیں، مکمل طور پر کرتے ہیں کہ غزہ کے ساتھ، فلسطین کے ساتھ جو یکجہتی اور جو آواز اٹھانی چاہیئے، مؤثر آواز اٹھانی چاہیئے، جس سے ہم پوری قوم اس مسئلے کو اجاگر کر سکیں، اس سنگین مسئلے کو، اس تکلیف کو جو پوری امہ میں یہ تکلیف جارہی ہے، اس تکلیف کا احساس ہمارے لوگوں میں ہونا چاہیئے، ان لوگوں تک پہنچانا انتہائی ضروری ہے، یہ ایک فورم ہے،

پارلیمنٹ پورے صوبے کی وہ نمائندگی کر رہی ہے، پورے صوبے کی ایک مؤثر آواز جانی چاہیئے۔ میں پچھلے ایک بل کی بات کرتا ہوں کہ بل پیش ہوا، مائنز اینڈ منرلز کا، اس پہ آپ کے ڈیپارٹمنٹس جو ہیں اس پہ بریفنگ دینا چاہتے ہیں، دو دفعہ بریفنگ جو دی جارہی تھی، اس میں بھی جھگڑا ہوا ہے، بنیادی بات یہ ہے کہ وہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے، ہمارے صوبے کے حقوق کا مسئلہ ہے، ہمارے صوبے کے حقوق کو سلب کیا جا رہا ہے۔ میں ایک رائے دینا چاہتا ہوں اس پورے ایوان کو، آپ کے توسط سے، کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پہ تمام پارٹیاں جو مرکز کے حوالے سے ہیں، اس پہ باقاعدہ غور وخوص کے لئے بیٹھیں، اس پہ ڈسکشن ہو، یہ کوئی چھپا کر نہیں کرنا، کوئی زبردستی نہیں کرنی، اپنے صوبے کے حقوق ہیں، وہ ہم کیوں سلب کریں؟ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمیں حقوق ملے ہیں، آئین کے تحت ہمیں حقوق ملے ہیں، ہم ان کو کیوں سلب کروائیں؟ آئین کی خلاف ورزی کیوں ہو اس بل کی وجہ سے، تاکہ ہماری یہ ڈسکشن ہو، ہم متفقہ طور پر اس نتیجے تک پہنچیں، پی ٹی آئی اس بل کی بنیادی دعویٰ دار ہے، نون لیگ، پیپلز پارٹی، جے یو آئی، اے این پی اس ایوان میں وہ تمام پارٹیاں بیٹھی ہیں، ان کا مشترکہ طور پر اس پہ ڈسکشن ہونی چاہیئے، جو نکات ہیں، جو دفعات ہیں، اگر ان پہ اتفاق نہیں ہو سکتا، ان کو ہم نکال سکتے ہیں، صوبے کی بہتری کے لئے، عوام کے حقوق کے لئے، عوام کے بچوں کے حقوق کے لئے، اس کا تحفظ تو ہم نے کرنا ہے، اگر ہم اس کا تحفظ نہ کریں، ہم اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں، اپنے عوام کا اور اپنے بچوں کا جو حق ہے وہ ہم سلب کرادیں، یہ ہم کون سے فرض کی ادائیگی کر رہے ہیں؟ ہم تو اپنے لوگوں کے ساتھ اور اپنے بچوں کے ساتھ زیادتی کریں گے۔ اس حوالے سے میری رائے ہے کہ اس پہ مشترکہ طور پہ مجلس ہو، مشترکہ طور پہ بیٹھیں، اس کا بالاتفاق ایک حل آنا چاہیئے، پھر وہ بل جو ہے نا، ایوان میں پیش ہونا چاہیئے، اس کو پاس ہونا چاہیئے تاکہ بالاتفاق ہو، پورے صوبے کے حقوق سلب نہ ہوں، یہ میری گزارش تھی۔ تھینک یو۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی عدنان خان۔

<u>جناب عدنان خان</u>: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں اس معزز ایوان کی توجہ غزہ اور فلسطین میں جاری اسرائیلی بربریت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے کئی مہینوں سے نہتے فلسطینی عوام جن میں معصوم بچے، خواتین اور بزرگ شامل ہیں، بدترین بمباری، قتل عام اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا شکار ہیں، یہ جنگی جرائم نہ صرف عالمی قوانین بلکہ انسانیت کے ضمیر پر بھی ایک بہت بڑا دھبہ ہے، بحیثیت پاکستانی اور

ایک مسلمان میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ان مظالم کی سخت ترین مذمت کرتا ہوں اور اس معزز ایوان سے درج ذیل مطالبات پیش کرتا ہوں:

(1) فلسطینی عوام کی آزادی، خود مختاری اور آزاد ریاست کے قیام کے لئے سفارتی سطح پر آواز بلند کی جائے۔

(2) حکومت پاکستان اسلامی تعاون تنظیم او آئی سی کو فوری اجلاس بلانے کے لئے آمادہ کرے۔

(3) اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں پر زور دیا جائے کہ وہ اسرائیل کو فوری جنگ بندی پر مجبور کریں۔

(4) غزہ کے مظلوم عوام کے لئے انسانی امداد کی فوری فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(5) ان تمام کمپنیوں اور مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے جو اسرائیلی مظالم کی مالی مدد کر رہی ہیں، عوام میں اس حوالے سے آگاہی پیدا کی جائے۔

میں اس ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرے کیونکہ ظلم پر خاموشی ظالم کا ساتھ دینے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں حق کا ساتھ دینے کی توفیق دے۔ فلسطین زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اب یہ ہو گئی جوائنٹ ریزولیوشن، عبدالسلام آفریدی صاحب اور عدنان خان کی۔

Is it the desire of the House that the joint resolution, moved by the honourable Member(s), may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously.

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ابھی صبر کر لیں، کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا، گنتی کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: چوبیس ہیں، دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: وقفہ لیتے ہیں پندرہ منٹ کے لئے، اس کے بعد دوبارہ بات ہو گی۔

(اس مرحلہ پر کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 02:00 pm, Monday, the 28th April, 2025.

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 28 اپریل 2025ء بعداز دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)